باسمہٖ تعالیٰ
اضافہ شدہ جدید ایڈیشن
مَرد و عورت کی نماز میں
فرق کا ثبوت
ہاتھ باندھنے، رکوع
سجدے اور قعدے
میں فرق
مؤلف
مفتی محمد رضوان
ادارہ غفران راولپنڈی

باسمہٖ تعالیٰ

اضافہ واصلاح شُدہ تیسرا ایڈیشن

مَردوعورت کی نماز میں فرق کا ثبوت

کیا مرداورعورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں؟اوردونوں کی نماز کا طریقہ ایک جیسا ہے؟ اس سلسلہ میں احادیث وروایات ،صحابہ وتابعین کے آثار کیا کہتے ہیں؟اورمحدثین وفقہائے کرام نیز اہلُ السنۃ والجماعۃ اس سلسلہ میں کیاارشادفرماتے اور کیا موقف رکھتے ہیں؟اس سلسلہ میں وارِد ہونے والی احادیث وروایات کی اسنادی حیثیت کیا ہے؟ کیا مرداورعورت کی نماز کے ایک جیسا ہونے اوردونوں کی نماز میں کوئی فرق نہ ہونے کی کوئی دلیل موجود ہے؟اگرخواتین وحضرات ان سب باتوں کے مفصَّل ومدلَّل جوابات معلوم کرنا چاہتے ہیں،تو خالیُ الذہن ہوکر نیک نیتی اور یکسوئی کے ساتھ منصِفانہ اورمخلصِانہ طریقہ پراس مکمل رسالہ کا مطالعہ فرمائیں۔

مؤلف

مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

نام کتاب: مَردوعورت کی نماز میں فرق کا ثبوت
مؤلف: مفتی محمد رضوان
طباعت اوّل: محرم الحرام ۱۴۲۸ھ بمطابق جنوری 2007ء
طباعت دوم: ربیع الاول ۱۴۲۹ھ بمطابق مارچ 2008ء
طباعت سوم: شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ بمطابق جولائی 2010ء
صفحات: ۷۲

ملنے کے پتے

کتب خانہ ادارہ غفران چاہ سلطان گلی نمبر 17 راولپنڈی پاکستان۔ فون 051-5507270
کتب خانہ رشیدیہ مدینہ کلاتھ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی۔ فون 051-5771798
ادارۂ اسلامیات ۱۹۰ انار کلی لاہور۔ فون 042-7353255
مکتبہ قاسمیہ الفضل مارکیٹ ۱۷، اردو بازار لاہور۔ فون 042-7232536
ادارۂ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی۔ فون 021-2722401
دار الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی۔ فون 021-4975025
دار الاشاعت اردو بازار کراچی۔ فون 021-2631861

فہرست

شمار نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
۱	**مَردوعورت کی نماز میں فرق کا ثبوت**	۷
۲	**سوال**	//
۳	**جواب**	۸
۴	مردوعورت کی نماز میں فرق پر اُمَّت کا اجماع ہے	//
۵	مردوعورت کی نماز میں مسلَّمہ فرق	//
۶	مردوعورت کی نماز میں فرق کی اصولی وجہ	۱۰
۷	عورت پردے کی چیز ہے	۱۱
۸	**احادیث وروایات اورآ ثارِصحابہ وتابعین سے ثبوت**	۱۴
۹	**تکبیرِ تحریمہ کے لئے ہاتھ اٹھانے میں فرق**	//
۱۰	پہلی روایت:	۱۵
۱۱	دوسری روایت:	۱۶
۱۲	تیسری روایت:	۱۷
۱۳	چوتھی روایت:	۲۰
۱۴	پانچویں روایت:	۲۱
۱۵	**ہاتھ باندھنے،رکوع،سجدے اورقعدے میں فرق**	//
۱۶	چھٹی روایت:	//
۱۷	ساتویں روایت:	۲۲
۱۸	آٹھویں روایت:	۲۳
۱۹	نویں روایت:	۲۵

احادیث وروایات کو صحیح یا ضعیف وغیرہ اور احادیث کے راویوں کو ضعیف یا ثقہ وغیرہ قرار دینے کا مسئلہ ایک اجتہادی معاملہ ہے، اور یہ بات ممکن ہے کہ کسی حدیث کے صحیح، ضعیف یا حسن وغیرہ ہونے یا کسی راوی کے ضعیف یا ثقہ وغیرہ ہونے میں محدثین کا اختلاف ہو اور یہ بات بھی محدثین کے درمیان طے شدہ ہے کہ کسی حدیث یا راوی پر ہر قسم کی جرح مؤثر ومعتبر نہیں ہوتی، بلکہ اس کے معتبر ومؤثر ہونے کے لئے کچھ اصول وشرائط ہیں، اگر ان اصول وشرائط کا لحاظ نہ کیا جائے تو شاید ہی کوئی حدیث یا کوئی راوی (خواہ امام بخاری ہوں یا امام مسلم) صحیح وثقہ ٹھہرے، کیونکہ تقریباً ہر حدیث اور ہر راوی پر کوئی نہ کوئی جرح نکل آتی ہے، علامہ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''رفعُ الملام عن ائمة الاعلام'' میں اس پر مفصل کلام کیا ہے۔

(وراجع للتفصيل قواعد فى علوم الحديث، الفصل الاول)

مَردوعورت کی نماز میں فرق کا ثبوت

سوال

آج کل بعض لوگوں خاص طور پر ائمہ وفقہاء کی تقلید نہ کرنے والے حضرات وخواتین کی طرف سے یہ شور کیا جارہا ہے کہ مرداورعورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں ہے ؛ دونوں کی نماز کا طریقہ ایک جیسا ہے اورعورتوں اورمردوں کی نماز میں فرق مولویوں کا اپنا بنایا ہوا ہے یا پھرفقہ حنفی میں بیان کیا گیا ہے ۔احادیث میں مرداورعورت کی نماز کا الگ الگ طریقہ بیان نہیں کیا گیا؛ لہٰذا عورتیں اورمردسب ایک ہی طرح سے نماز پڑھیں گے،دونوں کی نماز میں فرق کرنا دین میں زیادتی ہے جوکہ قابلِ قبول نہیں ۔مشہورغیرمقلد حکیم صادق سیالکوٹی صاحب کی کتاب''صلاۃُ الرسول''میں''عورتوں اور مردوں کی نماز کے طریقہ میں کوئی فرق نہیں'' کا عنوان لگا کراس کے نیچے تحریر کیا گیا ہے کہ:

صحیح بخاری کی مشہورحدیث ہے:صلوا کما رأیتمونی اصلی ''پڑھونماز(اے میری امت) جس طرح دیکھتے ہوتم کہ میں نماز پڑھتاہوں''یعنی ہوبہومیرے طریقے کے مطابق سب عورتیں اورسب مردنماز پڑھیں؛ پھراپنی طرف سے یہ حکم لگانا کہ عورتیں سینے پر ہاتھ باندھیں اورمرد زیرِناف،اورعورتیں سجدہ کرتے وقت زمین پرکوئی اورہیئت اختیارکریں اورمردکوئی اور؛یہ دین میں مداخلت ہے ؛یادرکھیں کہ تکبیرِتحریمہ سے شروع کرکے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنے تک عورتوں اور مردوں کے لیے ایک ہیئت اورشکل کی نماز ہے،سب کا قیام،رکوع،قومہ،سجدہ،جلسۂ استراحت، قعدہ اور ہر ہرمقام پر پڑھنے کی دعائیں یکساں ہیں ؛رسول اللہ ﷺ نے ذکوروانات (یعنی مردوں وعورتوں) کی نماز کے طریقہ میں کوئی فرق نہیں بتایا''(صلاۃُ الرسول صفحہ۱۶۴)

اورایک جگہ ان کی ہی کتاب میں لکھا گیا ہے کہ:

''بہت سی عورتیں سجدے میں بازوں بچھالیتی ہیں اور پیٹ کو رانوں سے ملا کررکھتی ہیں اوردونوں قدموں کوبھی زمین پرکھڑا نہیں کرتیں،واضح ہوکہ یہ طریقہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان اورسنت پاک کے خلاف ہے''(صلاۃُ الرسول صفحہ۲۱۴؛مطبوعہ:نعمانی کتب خانہ لاہورونمازِنبوی ص۱۸۲؛مطبوعہ:دارالسلام،لاہور)

اس قسم کی باتیں سامنے آنے کے بعد بہت سی خواتین شک وشبہ میں مبتلا ہوجاتی ہیں۔

اس لئے آپ سے گذارش ہے کہ اس مسئلہ پر مُدلّل ومفصّل انداز میں روشنی ڈالی جائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب

مردوعورت کی نماز میں فرق پر اُمَّت کا اجماع ہے

عورتوں کی نماز کا طریقہ بالکل مَردوں کی طرح ہونا کسی بھی حدیث سے صراحتاً ثابت نہیں ہے بلکہ عورتوں کی نماز کے طریقہ کا مَردوں کی نماز کے طریقے سے کچھ چیزوں میں مختلف ہونا کئی احادیث وروایات اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار اور تابعینِ عظام سے ثابت ہے اور فقہ کے چاروں امام حضرت امام ابوحنیفہ، حضرت امام مالک، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا اس بات پر اتفاق واجماع ہے کہ عورتوں کی نماز کا طریقہ کئی چیزوں میں مَردوں کی نماز سے جُدا ہے (عبارات وحوالے جات آگے ذکر کیے جائیں گے)

مردوعورت کی نماز میں مسلَّمہ فرق

یہاں تک کہ عورتوں اور مَردوں کی نماز میں کئی چیزوں کے اعتبار سے فرق کا تو اہلُ السنۃ والجماعۃ کی طرح اپنے آپ کو اہلِ حدیث کہلانے والا غیر مقلدین حضرات کا سوال میں مذکورہ گروہ بھی قائل ہے چنانچہ:

(۱)...... سب مسجدوں میں امام وخطیب مرد حضرات کو مقرر کیا جاتا ہے، کسی مسجد میں عورت کو امام وخطیب مقرر نہیں کیا جاتا۔

(۲)......اسی طرح سب مسجدوں میں اذان دینے والے مرد ہوتے ہیں، کسی مسجد میں عورت اذان نہیں دیتی۔

(۳)...... اسی طرح سب مسجدوں میں نماز کی اقامت مرد حضرات کہتے ہیں، کسی مسجد میں عورت نماز کی اقامت نہیں کہتی۔

(۴)...... مرد اگر سر کُھلے ہونے کی حالت میں نماز پڑھے تو نماز ہوجاتی ہے، اگرچہ ایسا کرنا اچھی بات نہیں، جبکہ موجودہ دور کے غیر مقلدین اکثر ننگے سر نماز پڑھتے ہیں

اوراس میں کوئی خرابی نہیں سمجھتے ،مگر عورت اگر ننگے سر نماز پڑھے بلکہ ایسا باریک ڈوپٹہ اوڑھ کر نماز پڑھے جس سے بال اور اندر کے اعضاء دکھائی دے رہے ہوں تو کوئی فریق بھی اس کو صحیح نہیں سمجھتا۔

(۵)......مرد کے ستر والے اعضاء (جن کو نماز میں ڈھانک کر رکھنا شرط ہے)اور ہیں اور عورت کے ستر والے اعضاء(جن کو نماز میں ڈھانک کر رکھنا شرط ہے)اور ہیں

(۶)......نماز کی حالت میں اگر آستین اوپر چڑھی ہوئی ہو اور کہنیوں تک ہاتھ ننگے ہوں تو عورت کی نماز اس حالت میں درست نہیں سمجھی جاتی ،جبکہ مرد کی نماز کو درست قرار دیا جاتا ہے۔

(۷)......مرد حضرات کو شلوار پائجامہ وغیرہ ٹخنوں سے اوپر رکھنے کا حکم ہے اور ٹخنوں سے نیچے لٹکانا گناہ ہے، جبکہ عورتوں کو اس کے برعکس شلوار وغیرہ ٹخنوں سے نیچے رکھنے کا حکم ہے اور اس میں ان کے لئے کوئی ممانعت نہیں۔

(۸)...... روزمرہ کی فرض نماز مرد حضرات کو جماعت کے ساتھ پڑھنے کی تاکید اور مساجد میں آکر ادا کرنے کی فضیلت ہے ،مگر عورتوں کے لیے یہ تاکید نہیں اور نہ ہی یہ فضیلت ہے ، بلکہ عورتوں کو اپنی رہائش گاہوں میں باپردہ نماز پڑھنا زیادہ اہمیت وفضیلت کا حامل ہے۔

(۹)...... جمعہ اور عیدین کی نمازیں مرد حضرات کے ذمہ ہیں ،عورتوں کے ذمہ نہیں۔

(۱۰)......اگر کوئی عورت مرد کی اقتداء میں نماز پڑھے اور امام سے کوئی غلطی ہو جائے تو عورت کو زبان سے الفاظ ادا کر کے امام کو غلطی پر آگاہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ اپنی ہتھیلی کی پشت پر ہاتھ مار کر امام کو آگاہ کرنا چاہیے، جبکہ مرد مقتدی کو زبان سے سبحان اللہ وغیرہ کہہ کر امام کو غلطی پر آگاہ کرنا چاہیے۔

(۱۱)...... اگر عورت مرد حضرات کے ساتھ کسی وقت جماعت میں شامل ہو تو اس کو مرد حضرات کی صفوں کے پیچھے کھڑا ہونا چاہیے اور مرد حضرات کی صف عورتوں سے

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

آگے ہونی چاہیے۔

اوران سب چیزوں میں مرداورعورت کے حکم میں فرق کی اصولی وجہ یہ ہے کہ شریعت کی طرف سے عورت کے حق میں ہرطرح سے پردے کی زیادہ سے زیادہ رعایت کالحاظ کیا گیا ہے۔

ہم نے یہ نمازاوراس کے متعلقات میں سے صرف گیارہ چیزیں ذکر کی ہیں، جن میں مرداورعورت کے درمیان فرق کے اہلُ السنۃ والجماعۃ اورسوال میں مذکورہ غیرمقلدین حضرات سب قائل وعامل ہیں؛اورمرداورعورت کی نماز میں فرق ایک اجماعی اورمتفقہ مسئلہ ہے۔

لہٰذاان کی طرف سے یہ دعویٰ کرنا کہ:

''عورت اورمرد کی نماز میں کوئی فرق نہیں''

خوداُن کے اپنے دعوے کے بھی خلاف ہوا۔

اگربخاری شریف کی حدیث کا یہ مطلب لیاجائے کہ جس طرح حضورﷺ نماز پڑھا کرتے تھے، اسی طرح عورتیں اورمردسب نماز پڑھیں توپھرمذکورہ چیزوں میں فرق کا قائل وعامل ہونا بھی اس حدیث کے خلاف کہلائے گا(بخاری شریف کی اس حدیث کا صحیح مطلب آخرمیں تفصیل سے ذکرکردیا گیا ہے)

اب جبکہ مرداورعورت کی نماز میں کئی چیزوں کے اعتبار سے فرق کے یہ حضرات خودبھی قائل ہوئے، تواگرکچھ چیزوں میں فقہائے کرام اورفقہائے احناف بلکہ بعض علمائے اہلِ حدیث بھی فرق کے قائل ہوں(جیساکہ آگے ذکرآتاہے) اوروہ فرق احادیث وروایات اورصحابہ وتابعین سے صراحتاًیااُصولی اندازسے ثابت ہو(جیساکہ آگے ذکرآتاہے)تواس میں کونسی برائی اورقباحت ہے، اوراس فرق کوکیونکر بخاری شریف کی مذکورہ حدیث کے خلاف قرار دیا جاسکتا ہے؟

مردوعورت کی نماز میں فرق کی اصولی وجہ

اصل بات یہ ہے کہ عورت کونماز میں اپنے جسم اوراعضاء کوزیادہ سے زیادہ چھپانے کاحکم ہے،اور جن جن مقامات پربھی مرداورعورت کی نماز میں فرق بیان کیا گیا ہے اس کی اصل وجہ یہی ہے کہ عورت پردے کی چیز ہےاس کی نماز میں ہرطرح سے پردے کی رعایت ملحوظ رکھی گئی ہے۔

(کماسیجئ عن المحدِّث الامام البیھقی بسننه الکبریٰ جلد۲ صفحه۲۲۲)

عورت پردے کی چیز ہے

حضور ﷺ نے اصولی انداز میں ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ:

اَلْمَرْأَۃُ عَوْرَۃٌ (ترمذی، حدیث نمبر ۱۰۹۳، کتاب الرضاع، باب ما جاء فی کراھیۃ الدخول علی المغیبات) [۱]

ترجمہ: عورت چُھپانے اور پردہ کی چیز ہے (ترجمہ ختم)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

اَلنِّسَاءُ عَوْرَۃٌ (شعب الایمان، حدیث نمبر ۷۴۳۴، باب الحیاء، فصل فی حجاب النساء والتغلیظ فی سترھن) [۲]

ترجمہ: خواتین چُھپانے اور پردہ کی چیز ہیں (ترجمہ ختم)

---

[۱] ورواہ مصنف ابنِ ابی شیبۃ حدیث نمبر ۷۶۹۸؛ صحیح ابنِ خزیمہ، حدیث نمبر ۱۵۹۳؛ التوحید لابن خزیمہ، حدیث نمبر ۲۳؛ صحیح ابنِ حبان، حدیث نمبر ۵۵۹۸؛ مسند بزار، حدیث نمبر ۲۰۶۱؛ الاوسط لابن المنذر، حدیث نمبر ۲۰۵۱؛ المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر ۹۹۶۹؛ المعجم الاوسط، حدیث نمبر ۲۸۹۰، وحدیث نمبر ۸۰۹۶.

قال الھیثمی:

رواہ الطبرانی فی الکبیر ورجالہ موثقون (مجمع الزوائد، جزء۲، صفحہ ۳۵)

وقال المنذری:

رواہ الطبرانی فی الأوسط ورجالہ رجال الصحیح (الترغیب والترھیب، الترھیب من إتیان المسجد لمن أکل بصلا أو ثوما أو کراثا أو فجلا ونحو ذلک مما لہ رائحۃ کریھۃ)

وقال ابن رجب:

وصَححہ الترمذی. وإسنادہ کلھم ثقات. قال الدارقطنی: رفعہ صحیح من حدیث قتادۃ، والصحیح عن أبی إسحاق وحمید بن ھلال، أنھما رویاہ عن أبی الأحوص، عن عبد اللہ موقوفاً (فتح الباری لابن رجب، کتاب الصلاۃ)

[۲] ورواہ مصنف ابنِ ابی شیبۃ، حدیث نمبر ۱۸۰۰۶، مرفوعاً؛ معجم کبیر طبرانی، حدیث نمبر ۸۸۲۲ وحدیث نمبر ۹۳۶۷ موقوفاً عن ابن مسعود.

قال الھیثمی:

رواہ الطبرانی فی الکبیر ورجالہ ثقات (مجمع الزوائد، جزء۲، صفحہ ۳۵)

وقال المنذری:

وإسناد ھذہ حسن (الترغیب والترھیب، کتاب الصلاۃ الترغیب فی الأذان وما جاء فی فضلہ)

عورت کا نام عورت اسی لیے رکھا گیا ہے کہ عورت کے معنیٰ چھپانے والی اور حیا دار چیز کے آتے ہیں، اور اسی وجہ سے عورت کو ممکنہ حد تک چھپنے اور پردہ کرنے کا حکم ہے۔ [۱]

جب عورت کو مخلوق سے بھی سخت ترین پردہ اور حجاب کا حکم ہے تو خالق کی بارگاہ میں حاضری کے وقت تو اور زیادہ حیاء کے تقاضوں کو ملحوظ رکھنے کی ضرورت ہوگی۔

اسی اصول کی بناء پر کئی احادیث میں عورت کو گھر میں زیادہ سے زیادہ چھُپ کر اور پردے میں رہ کر نماز پڑھنا افضل قرار دیا گیا ہے۔ [۲]

---

[۱] العورات بسكون الواو أى ما يجب ستره عن الأعين قال الطيبى رحمه الله العورة سوأة الأنسان وأصلها من العار وذلك كناية لما يلحق فى ظهوره من عار المذمة ويستحى منه إذا ظهر ولذلك سمى النساء عورة ومن ذلك العوراء للكلمة القبيحة (مرقاة، كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة وبيان العورات)

(المرأة عورة) أى هى موصوفة بهذه الصفة ومن هذه صفته فحقه أن يستر والمعنى أنه يستقبح تبرزها وظهورها للرجل والعورة سوأة الإنسان وكل ما يستحى منه ؟ كنى بها عن وجوب الاستتار فى حقها قال ابن الكمال :فلا حاجة إلى أن يقال هو خبر بمعنى الأمر قال فى الصحاح :والعورة كل خلل يتخوف منه وقال القاضى :العورة كل ما يستحى من إظهاره وأصلها من العار وهو المذمة (فيض القدير، تحت حديث رقم ۹۱۹۳)

[۲] عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِىِّ -صلى الله عليه وسلم -قَالَ صَلاَةُ الْمَرْأَةِ فِى بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلاَتِهَا فِى حُجْرَتِهَا وَصَلاَتُهَا فِى مَخْدَعِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلاَتِهَا فِى بَيْتِهَا (ابوداؤد، حديث نمبر ۵۷۰)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ " :صَلَاةُ الْمَرْأَةِ فِى بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِى حُجْرَتِهَا، وَصَلَاتُهَا فِى مَخْدَعِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِى بَيْتِهَا "(مستدرک حاكم، حديث نمبر ۷۱۳)

قال الحاكم: "هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ، وَقَدِ احْتَجَّا جَمِيعًا بِالْمُوَرِّقِ بْنِ مُشَمْرِجٍ الْعِجْلِىِّ ".تعليق الذهبى فى التلخيص :على شرطهما

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ ":صَلَاةُ الْمَرْأَةِ فِى الْبَيْتِ خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِهَا فِى الدَّارِ، وَصَلَاتُهَا فِى الدَّارِ خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِهَا خَارِجَهُ" (المعجم الكبير للطبرانى، حديث نمبر ۹۳۷۰؛ المعجم الاوسط، حديث نمبر ۹۱۰۱)

قال الهيثمى: رواه الطبرانى فى الكبير ورجاله رجال الصحيح . (مجمع الزوائد، جزء۲ صفحه ۳۴، باب خروج النساء إلى المساجد وغير ذلک وصلاتهن فى بيوتهن وصلاتهن فى المسجد)

عن أم سلمة زوج النبى صلى الله عليه و سلم قالت قال رسول الله صلى الله عليه و سلم صلاة المرأة فى بيتها خير من صلاتها فى حجرتها وصلاتها فى حجرتها خير من صلاتها فى دارها وصلاتها فى دارها خير من صلاتها خارج (المعجم الاوسط، حديث نمبر ۹۱۰۱)

قال الهيثمى: رواه الطبرانى فى الاوسط ورجاله رجال الصحيح خلا زيد بن المهاجر فان ابن أبى حاتم لم يذكر عنه راو غير ابنه محمد بن زيد (مجمع الزوائد، جزء۲ صفحه ۳۴، باب خروج النساء إلى المساجد وغير ذلک وصلاتهن فى بيوتهن وصلاتهن فى المسجد)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اوراسی اُصول کی بناء پراحادیث وروایات میں عورت کی نماز پڑھنے کا طریقہ بعض چیزوں میں مردوں کے مقابلے میں مختلف بیان کیا گیا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال المنذری: رواہ الطبرانی فی الأوسط بإسناد جید (الترغیب والترهیب، تحت حدیث رقم ۵۱۲)

عن بن مسعود قال صلاۃ المرأۃ فی بیتھا أفضل من صلاتھا فیما سواھا ثم قال إن المراۃ إذا خرجت تشوف لھا الشیطان (مصنف عبدالرزاق، حدیث نمبر ۵۱۱۶)

عن عبد اللہ ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : إن أحب صلاۃ تصلیھا المرأۃ إلی اللہ فی أشد مکان فی بیتھا ظلمۃ (ابنِ خزیمہ، حدیث نمبر ۱۵۹۸)

عن عائشۃ قالت :قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : لأن تصلی المرأۃ فی بیتھا خیر لھا من أن تصلی فی حجرتھا ، ولأن تصلی فی حجرتھا خیر من أن تصلی فی الدار ، ولأن تصلی فی الدار خیر لھا من أن تصلی فی المسجد (معرفۃ السنن والآثار للبیھقی،خروج النساء إلی المساجد)

عن عبد اللہ بن سوید الأنصاری عن عمتہ أم حمید امرأۃ أبی حمید الساعدی أنھا جاء ت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت :یا رسول اللہ إنی أحب الصلاۃ معک قال :(قد علمت أنک تحبین الصلاۃ معی وصلاتک فی بیتک خیر من صلاتک فی حجرتک وصلاتک فی حجرتک خیر من صلاتک فی دارک وصلاتک فی دارک خیر من صلاتک فی مسجد قومک وصلاتک فی مسجد قومک خیر من صلاتک فی مسجدی) قال :فأمرت فبنی لھا مسجد فی أقصی شیء من بیتھا وأظلمہ وکانت تصلی فیہ حتی لقیت اللہ جل وعلا (صحیح ابنِ حبان، حدیث نمبر۲۲۱۷، ذکر البیان بأن صلاۃ المرأۃ کلما کانت أستر کان أعظم لأجرھا، واللفظ لہٗ؛ مسند احمد، حدیث نمبر ۲۷۰۹۰، صحیح ابنِ خزیمہ ، باب اختیار صلاۃ المرأۃ فی حجرتھا علی صلاتھا فی دارھا ، وصلاتھا فی مسجد قومھا علی صلاتھا فی مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، وإن کانت صلاۃ فی مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم تعدل ألف صلاۃ فی غیرھا من المساجد ، والدلیل علی أن قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم : صلاۃ فی مسجدی ھذا أفضل من ألف صلاۃ فیما سواہ من المساجد ، أراد بہ صلاۃ الرجال دون صلاۃ النساء)

قال شعیب الأرنؤوط فی حاشیۃ صحیح ابنِ حبان، حدیث قوی.

وفی حاشیۃ مسند احمد: حدیث حسن، عبد اللہ بنُ سوید الأنصاری -وھو من رجال "التعجیل"- تفرَّد بالروایۃ عنہ داود بن قیس -وھو الفرَّاء- وقد روی عن عمَّتہ أمِّ حُمید، وذکرہ ابن حبان فی "الثقات"، وقد توبع .وبقیۃ رجالہ ثقات رجال الشیخین، غیر داود بن قیس، فمن رجال مسلم، وأخرج لہ البخاری فی الشواھد.

احادیث وروایات اور آثارِ صحابہ وتابعین سے ثبوت

مرد اورعورت کی نماز میں کئی چیزوں کا فرق احادیث وروایات اور صحابہ وتابعین کے آثار سے صراحتاً واُصولاً ثابت ہے۔

حضور ﷺ کو دیکھ کر اورسُن کر دین سیکھنے والی جماعت صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی ہے، اور صحابۂ کرام سے دین سیکھنے والے تابعینِ عظام ہیں۔

لہٰذا اس موقع پر احادیث کے ساتھ ساتھ اس بات کا جائزہ لینے کی بھی ضرورت ہوگی کہ حضور ﷺ، آپ کے شاگرد صحابۂ کرام اور صحابۂ کرام کے شاگرد جلیلُ القدر تابعین مرد اور عورت کی نماز میں فرق کے قائل ہیں یا نہیں؟

تاکہ خیرُ القرون (بہترین اور خیر والے زمانے) کو بنیاد بنا کر آج چودہ سو سال بعد کے اس اختلاف کے قضیہ کا فیصلہ اور تصفیہ کیا جاسکے، کیونکہ حضور ﷺ نے صحابہ، تابعین اور تبعِ تابعین کے دور کو خیرُ القرون (بہترین اور خیر والا زمانہ) قرار دیا ہے۔ [۱]

تکبیرِ تحریمہ کے لئے ہاتھ اٹھانے میں فرق

مرد اور عورت کی نماز پڑھنے کی ہیئت میں پہلا فرق یہ ہے کہ وہ تکبیرِ تحریمہ کے لئے ہاتھ زیادہ اوپر نہ اٹھائے، ہاتھوں کی انگلیاں کاندھوں تک اور ہتھیلیاں چھاتیوں تک ہوں۔

---

[۱] چنانچہ ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

خیر امتی القرن الذین یلونی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم (صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۰۹)

ترجمہ: ''میری امت کے بہترین لوگ وہ ہیں، جو میرے زمانے والے ہیں، پھر جواُن سے ملے ہوئے ہیں، پھر جواُن سے ملے ہوئے ہیں''

اور امام نووی رحمہ اللہ صحیح مسلم کی شرح میں فرماتے ہیں:

والصحیح ان قرنہ ﷺ الصحابة والثانی التابعون والثالث تابعوھم (شرح النووی علی حاشیة صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۰۹)

(مزید تفصیل آگے ''صحابہ وتابعین کے آثار واقوال کا درجہ'' سُرخی کے ذیل میں ملاحظہ فرمائیں)

پہلی روایت:

(۱)......حضرت وائل بن حُجُر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَا وَائِلَ بْنَ حُجْرٍ! اِذَا صَلَّیْتَ فَاجْعَلْ یَدَیْکَ حِذَاءَ اُذُنَیْکَ وَالْمَرْأَۃُ تَجْعَلُ یَدَیْھَا حِذَاءَ ثَدْیَیْھَا (المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر ۱۷۴۹۷، کنزالعمال حدیث نمبر ۱۹۶۴۰ ج۷، باب الواو، وحدیث نمبر ۱۹۶۴۰)

ترجمہ: مجھے حضور اکرم ﷺ نے نماز کا طریقہ سکھلایا تو فرمایا کہ اے وائل بن حجر! جب تم نماز شروع کروتو اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاؤ اور عورت اپنے دونوں ہاتھ اپنی چھاتیوں تک اٹھائے (ترجمہ ختم) [۱]

---

[۱] طبرانی کی مندرجہ بالا حدیث کی پوری سند یہ ہے:

حدثنا محمد بن عبداللہ الحضرمی، قال حدثنی میمونۃ بنت حجر بن عبدالجبار بن وائل بن حجر قالت: سمعت عمتی ام یحییٰ بنت عبدالجبار بن وائل بن حجر عن ابیھا عبدالجبار عن علقمۃ عمھا عن وائل بن حجر قال: الخ.

امام ہیثمی رحمہ اللہ نے اس حدیث کے راویوں کو ثقہ قرار دیا ہے، البتہ اُمِ یحییٰ کے بارے میں فرمایا ہے کہ مجھے اُن کا تعارف نہیں، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

رواہ الطبرانی فی حدیث طویل فی مناقب وائل من طریق میمونۃ بنت حجر عن عمتھا ام یحییٰ بنت عبدالجبار ولم اعرفھا وبقیۃ رجالہ ثقات (مجمع الزوائد، حدیث نمبر ۲۵۹۴، جلد۲ صفحہ ۱۰۳، کتاب الصلوٰۃ)

مگر امام ہیثمی رحمہ اللہ کے تعارف نہ ہونے سے اس حدیث کی سند پر کوئی اثر نہیں پڑتا؛ لہٰذا اس حدیث کی سند معتبر ہے۔

حاشیہ اکمال الکمال میں اُمِ یحییٰ کے بارے میں ہے:

بنت عبد الجبار بن وائل کنیتھا ام یحییٰ روت عنھا میمونۃ بنت حجر بن عبد الجبار بن وائل بن حجر ذکرھا ابن مندۃ فی تاریخ النساء (حاشیہ اکمال الکمال، جزء۲ صفحہ ۴۷۸)

اور تاریخ دمشق میں ان کا نام ''کبشہ'' مذکور ہے، چنانچہ وائل بن حجر کے باب میں ہے:

حدثتنا میمونۃ بنت حجر بن عبدالجبار ابن وائل قال: سمعت عمتی کبشۃ ام یحییٰ بنت عبدالجبار بن وائل عن ابیھا وعن علقمۃ عمھا عن وائل ابن حجر (تاریخِ دمشق جزء۶۲ صفحہ ۳۹۰، باب وائل بن حجر بن سعد)

اور قواعد فی علوم الحدیث میں ہے:

وقال الذھبی فی المیزان وماعلمت فی النساء من اتھمت ولا من ترکوھا (قواعد فی علوم الحدیث صفحہ ۳۸۹)

(وراجع لتفصیل جھالۃ الراوی "قواعد فی علوم الحدیث" صفحہ ۲۶۲)

فائدہ: حضورﷺ نے نماز کا طریقہ سکھلاتے وقت مَردوں کو کانوں تک ہاتھ اُٹھانے کا حکم دیا اور عورت کو چھاتی اور سینہ تک ہاتھ اٹھانے کا حکم فرمایا،حضورﷺ نے مرداورعورت کی نماز میں خودفرق بیان فرمادیا۔

اس کی وجہ وہی اصول ہے کہ عورت کے حق میں اس طریقہ میں زیادہ پردہ ہے۔ [۱]

دوسری روایت:

(۲)......امام بخاری اورامام مسلم رحمہما اللہ سمیت اکثر صحاحِ ستہ لکھنے والوں کے استادامام ابوبکر بن ابی شیبہ رحمہ اللہ (المتوفی ۲۳۵ھ) فرماتے ہیں کہ ہم سے ہشیم نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ مجھے ہمارے شیخ نے خبردی،انہوں نے فرمایا:

سَمِعْتُ عَطَاءً سُئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ كَيْفَ تَرْفَعُ يَدَيْهَا فِي الصَّلَاةِ قَالَ حَذْوَ ثَدْيَيْهَا (مصنف ابنِ ابی شیبة، حدیث نمبر ۲۴۸۶،کتاب الصلاة، باب فی المرأة إذا افتتحت الصلاة ، إلى أين ترفع يديها) [۲]

---

[۱] اَلْقِيَاسُ الْخَفِيُّ يُوَافِقُ الْحَدِيْثَ فَإِنَّ مَاوَرَدَ بِهِ الْحَدِيْثُ اَسْتَرُ لَهَا وَزِيَادَةُ السَّتْرِ مَطْلُوْبَةٌ لَهَا فِي الشَّرِيْعَةِ الْمُقَدَّسَةِ (اعلاء السنن ج۲ ص ۱۸۱)

[۲] مذکورہ روایت کی پوری سند مندرجہ ذیل ہے:

حدثنا هشيم قال أنا شيخ لنا قال سمعت عطاء الخ.

بعض معترضین نے اس روایت پرصرف اتنی بات لے کراعتراض کردیا ہے کہ اس روایت کی سند میں حضرت ہشیم نے یہ فرمایا ہے: "شیخ لنا" اورشیخ کا نام معلوم نہیں کہ وہ کون ہیں؟ تا کہ اُن کا حال معلوم کیا جائے،اس کے جواب میں عرض ہے کہ اولاً تو مصنف ابنِ ابی شیبہ میں ہی حضرت ہشیم خودایک مقام پرفرماتے ہیں:

حدثنا هشيم قال أخبرنا شيخ يقال له مسمع بن ثابت قال رأيت عطاء فعل مثل ذالک

(مصنف ابنِ ابی شیبه، باب نمبر ۷۵، فی ثواب صلاة العتمة فی اللیلة المظلمة، حدیث نمبر ۳)

اورایک اورمقام پرامام ابوبکر بن ابی شیبہ اسی سند سے بیان کرتے ہیں:

حدثنا هشيم أخبرنا مسمع بن ثابت قال رأيت عطاء فعل مثل ذالک (مصنف ابنِ ابی شیبه، جزء۸ صفحه ۲۱۴)

اس سے معلوم ہوا کہ وہاں اُن کے شیخ سے مراد مسمع بن ثابت ہیں۔

اورثانیاً اگرکوئی یہ بات تسلیم نہ کرے تو بھی کوئی فرق نہیں پڑتا، کیونکہ جلیل القدر محدث حضرت ہشیم جن کے بارے میں شیخ لنا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پرملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: میں نے حضرت عطاء سے سنا، ان سے عورت کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ نماز میں ہاتھ کیسے اٹھائے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اپنی چھاتیوں تک (ترجمہ ختم) [۱]

اس روایت میں ہاتھ اُٹھانے کے مسئلے میں عورت کی قید لگی ہوئی ہے؛ جس سے واضح ہوا کہ یہ حکم عورتوں کے ساتھ خاص ہے۔

تیسری روایت:

(۳)......امام بخاری کے استاذ الاستاد امام عبدالرزاق (المتوفی ۲۱۱ھ) حضرت ابنِ جریج رحمہ اللہ (المتوفی ۱۴۹ھ/۱۵۰ھ) سے روایت کرتے ہیں:

قُلْتُ لِعَطَاءٍ اَتُشِيْرُ الْمَرْأَةُ بِيَدَيْهَا كَالرِّجَالِ بِالتَّكْبِيْرِ قَالَ لَاتَرْفَعُ بِذٰلِكَ يَدَيْهَا كَالرِّجَالِ وَاَشَارَ فَخَفَضَ يَدَيْهِ جِدًّاوَ جَمَعَهُمَااِلَيْهِ جِدًّاوَقَالَ اِنَّ لِلْمَرْأَةِ هَيْئَةً لَيْسَتْ لِلرَّجُلِ (مصنف عبدالرزاق، حديث نمبر ۵۰۶۲ كتاب الصلاة، باب تكبير المرأة بيديها وقيام المرأة وركوعها وسجودها، مصنف ابنِ ابی

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

کہہ رہے ہیں (رجل وغیرہ کے الفاظ نہیں کہہ رہے) وہ ان کے نزدیک اُس راوی کے عام شخص کے بجائے جلیل القدر محدث ہونے کی دلیل ہے۔

اور ثالثاً حضرت عطاء سے یہ حکم حضرت ابنِ جریج جیسے جلیل القدر محدث سے بھی مروی ہے، اور اس جیسے مشاہد کے ہوتے ہوئے یہ ادنیٰ سی جہالت ضرر رساں نہیں۔

[۱] حضرت عطاء اور ان جیسے دیگر جلیل القدر تابعین کی اس جیسی روایات کے حجت ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا۔

قَوْلُ التَّابِعِيِّ الْكَبِيْرِ الَّذِيْ ظَهَرَفَتْوَاهُ فِيْ زَمَنِ الصَّحَابَةِ حُجَّةٌ عِنْدَنَا كَالصَّحَابِيِّ، كَذَافِي التَّوْضِيح وَقَالَ ابْنُ الْقَيِّمِ فِيْ اِعْلَامِ الْمُوْقِعِيْنَ قَدْاخْتَلَفَ السَّلَفُ فِيْ ذَالِكَ فَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ يَجِبُ اِتِّبَاعُ التَّابِعِيِّ فِيْمَااَفْتٰى بِهٖ وَلَمْ يُخَالِفُهُ فِيْهِ صَحَابِيٌّ وَلَا تَابِعِيٌّ وَهٰذَاقَوْلُ بَعْضِ الْحَنَابِلَةِ وَالشَّافِعِيَّةِ وَقَدْصَرَّحَ الشَّافِعِيُّ فِيْ مَوْضِعٍ بِاَنَّهٗ قَالَهٗ تَقْلِيْدًالِعَطَاءٍ وَهٰذَامِنْ كَمَالِ عِلْمِهٖ وَفِقْهِهٖ فَاِنَّهٗ لَمْ يَجِدْفِي الْمَسْئَلَةِ غَيْرَقَوْلِ عَطَاءٍ فَكَانَ قَوْلُهٗ عِنْدَهٗ اَقْوٰى مَاوَجَدَفِي الْمَسْئَلَةِ وَمَنْ تَأَمَّلَ كُتُبَ الْاَئِمَّةِ وَمَنْ بَعْدَهُمْ وَجَدَهَامَشْحُوْنَةً بِالْاِحْتِجَاجِ بِتَفْسِيْرِ التَّابِعِيِّ (قواعدفی علوم الحديث، مقدمه اعلاء السنن، صفحه ۱۳۲)

وعطاء ابن ابی رباح امام مطلق فی الحديث (المبسوط للسرخسی، جلد ۱۴، كتاب الشفعة)

شيبة، حـديـث نـمبر ٢٤٨٩، كتاب الصلاة، باب فى المرأة إذَا افْتَتَحَتِ الصَّلاَةَ ، إلَى أَيْنَ تَرْفَعُ يَدَيْهَا) ۱؎

۱؎ بعض تعصُّب پرست معترضین نے اس روایت کے ایک راوی حضرت ابنِ جریج پر یہ جرح واعتراض کیا ہے کہ جب وہ لفظِ "عَنْ" سے روایت کریں، تو اُن کی روایت معتبر نہیں۔

لیکن یہ جرح واعتراض اولاً تو اس لیے درست نہیں کہ ان کی لفظِ عَن کے ساتھ روایات بخاری اور مسلم سمیت حدیث کی دوسری مشہور ومعروف کتابوں میں مروی ہیں۔

بطورِ نمونہ صحیح بخاری کی ایک حدیث کی مندرجہ ذیل سند ملاحظہ فرمائیں:

حـدثـنا عبدالرزاق أخبرنا ابن جريج عن عطاء قال سمعت ابن عباس الخ (بخارى، كتاب الصلاة، باب قول الله تعالىٰ واتخذوا من مقام ابراهيم مصلىٰ، حديث نمبر ٣٨٣)

اور صحیح مسلم کی مندرجہ ذیل سند ملاحظہ ہو:

حـدثـنـا ابـوبـكر بن ابى شيبة وابن نمير جميعا عن حفص بن غياث قال ابن نمير حدثنا حـفص عن ابن جريج عن عطاء عن عبيد بن عمير عن عائشة (مسلم، كتاب الصلاة، باب استحباب ركعتى سنة الفجر والحث عليهما وتخفيفهما، حديث نمبر ١١٩٢)

اور دوسرے حضرت ابنِ جریج قلتُ لعطاء کے ساتھ یہ روایت بیان کررہے ہیں، نہ کہ عَن کے ساتھ، جس کے معتبر ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اور تیسرے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ابنِ جریج کو عمرو بن دینار اور حضرت عطاء کی روایات کے بارے میں اثبتُ الناس قرار دیا ہے، اور یہ روایت ابنِ جریج کی حضرت عطاء ہی سے ہے۔

وَقَال على بن المدينى : سألت يحيى بن سَعِيد :من أثبت أصحاب نافع ؟ قال :أيوب ، وعُبَيـد الـلـه ، ومـالـك بن أنس ، وابن جُرَيْج أثبت من مالك فى نافع .وَقَـال صالح بن أحـمـد بن حنبل ، عَن أبيه :عَـمْـرو بن دينار وابن جُرَيْج أثبت الناس فى عطاء .وَقَال أبو بـكـر بن خلاد ، عن يحيى بن سَعِيد :كـنـا نسمى كتب ابن جُرَيْج كتب الامانة ، وإن لم يحدثك ابن جُرَيْج من كتابه لم تنتفع به .وَقَال أبو بكر الأثرم ، عَن أحمد بن حنبل :إذا قـال ابـن جُرَيْج "قـال فلان ""وَقَـال فلان " "وأخبرت"جـاء بـمـنـاكير ، وإذا قـال : أخبرنى""وسمعت "فحسبك به.وَقَال أبو الحسن الميمونى ، عن أحمد بن جنبل :إذا قـال ابن جُرَيْج "قال"فـاحذره ، وإذا قال :سـمعت "أو"سـألت "جـاء بشـىء ٍ ليس فى الـنـفس منه شىء.(تهـذيـب الـكـمـال، فى ترجمة عَبد المَلِك بن عبد العزيز بن جُرَيْج القرشى، جزء١٨ ، صفحه ٣٤٨)

اس موقع پر یہ بات ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ کسی بھی راوی پر ہر قسم کی جرح واعتراض مؤثر ومعتبر نہیں ہوا کرتا، بلکہ اس کے لیے کچھ شرائط ہیں جو علومِ حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں، ورنہ تو امام بخاری وامام مسلم سمیت تقریباً تمام محدثین پر بھی جرح واعتراضات کیے گئے ہیں اور اُن کو معتبر مانا جائے تو حدیث کی تمام کتابوں کا غیر معتبر ہونا لازم آتا ہے، جو کہ کسی طرح درست نہیں۔

لہٰذا بعض لوگوں نے جو یہ وطیرہ اختیار کررکھا ہے کہ اُن کو جو حدیث بھی اپنے نظریے کے خلاف نظر آتی ہے، اُس کو رَد کرنے کے لیے جہاں سے چاہیں اُٹھا کر جرح واعتراض کردیتے ہیں؛ یہ سلسلہ دین وایمان کے لیے بڑا خطرناک ہے۔

ترجمہ: میں نے حضرت عطاء (مشہور تابعی اور صحابۂ کرام کے شاگرد) سے کہا کہ کیا عورت تکبیرِ تحریمہ کہتے وقت اپنے ہاتھوں سے مردوں کی طرح اشارہ کرے گی؟ آپ نے فرمایا کہ عورت تکبیرِ تحریمہ کہتے وقت نماز میں اپنے ہاتھوں کو اس طرح نہ اٹھائے جس طرح مرد حضرات اٹھاتے ہیں۔ اور انہوں نے اس بات کو جب اشارہ سے بتلایا تو اپنے ہاتھوں کو کافی پست کیا اور ان دونوں کو اپنے سے اچھی طرح ملایا اور فرمایا کہ نماز میں عورت کا طریقہ مردوں کی طرح نہیں ہے (ترجمہ ختم)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ مرد اور عورت کی نماز کا طریقہ ایک جیسا نہیں ہے اور دونوں کی نمازوں کے طریقہ میں کچھ فرق ہے۔

یاد رہے کہ حضرت ابنِ جریج اور حضرت عطاء (جن کی روایات ابھی ذکر کی گئیں، اور کچھ روایات آگے آتی ہیں) کے بارے میں صحیح سند سے امام احمد نے روایت کیا ہے:

حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَاقِ قَالَ اَهْلُ مَكَّةَ يَقُوْلُوْنَ اَخذَ ابْنُ جُرَيْجٍ الصَّلَاةَ مِنْ عَطَاءٍ وَاَخَذَهَا عَطَاءٌ مِنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ وَاَخَذَهَا ابْنُ الزُّبَيْرُ عَنْ اَبِى بَكْرٍ وَاَخَذَهَا اَبُوْ بَكْرٍ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ، مَارَأَيْتُ اَحْسَنَ صَلَاةً مِنِ ابْنِ جُرَيْجٍ

(مسند احمد، حديث نمبر ۷۳، جلد ۱ صفحه ۲۳۶) [۱]

ترجمہ: ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا کہ مکہ کے لوگ یوں کہتے ہیں کہ حضرت ابنِ جریج نے نماز حضرت عطاء سے سیکھی، اور حضرت عطاء نے حضرت ابنِ زبیر سے سیکھی ہے، اور حضرت ابنِ زبیر نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سیکھی ہے، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے سیکھی ہے۔

عبدالرزاق کہتے ہیں کہ:

میں نے ابنِ جریج سے اچھی نماز کسی کی نہیں دیکھی (ترجمہ ختم)

امام مزی رحمہ اللہ نے بھی تہذیب الکمال میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی سند سے یہی تفصیل نقل

---

[۱] قال الهيثمی:
رواه أحمد ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، حديث نمبر ۲۷۹۹ جلد ۲ صفحه ۱۳۲)

فرمائی ہے۔ [1]

چوتھی روایت:

(۴)......امام بخاری رحمہ اللہ (المتوفی ۲۵۶ھ) خطاب بن عثمان سے اور وہ اسماعیل بن عیاش سے اور وہ حضرت عبدِ ربہ بن سلیمان بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں:

رَأَيْتُ أُمَّ الدَّرْدَاءِ تَرْفَعُ يَدَيْهَافِي الصَّلَاةِ حَذْوَمَنْكِبَيْهَا (جزء رفع اليدين للامام البخاري، حديث نمبر ۲۲، صفحه۷)

ترجمہ: میں نے حضرت امِ درداء رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ آپ نماز میں اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اُٹھاتی تھیں (ترجمہ ختم)

فائدہ: ظاہر ہے کہ صحابیہ کا یہ عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہی کی وجہ سے تھا۔

اس روایت کی سند معتبر ہے۔ [2]

---

[1] وَقَالَ أحمد بن حنبل، عن عبد الرزاق :ما رأيت أحدًا أحسن صلاة من ابن جُرَيْج .
أخبرنا أبو العز الشيباني، قال :أخبرنا أبو اليُمْنِ الكندي، قال :أخبرنا أبو منصور القزاز، قال : أخبرنا أبو بكر بن ثابت الحافظ، قال :أخبرنا علي بن محمد بن عَبد الله المعدل، قال :حَدَّثَنَا إسماعيل بْن محمد الصفار، قال :حَدَّثَنَا محمد بن عُبَيد الله المنادي، قال :حَدَّثَنَا أحمد بن حنبل، قال :حَدَّثَنَا عبد الرزاق، قال :أهل مكة يقولون :أخذ ابن جُرَيْج الصلاة من عطاء، وأخذها عطاء من ابن الزبير، وأخذها ابن الزبير من أبي بكر، وأخذها أبو بكر من النبي صلى الله عليه وسلم .قال عبد الرزاق :وكان ابن جُرَيْج حسن الصلاة .
قال عَمْرو بن علي : مات سنة تسع وأربعين ومئة .وَقَال يحيى بن سَعِيد القطان، ومكي بن إبراهيم، وأبو نعيم، وغير واحد : مات سنة خمسين ومئة .وَقَال علي بن المديني :مات سنة إحدى وخمسين ومئة .قال :ويُقال :مات سنة تسع وأربعين ومئة .وَقَال غيره :جاز المئة (تهذيب الكمال، في ترجمة عَبد المَلِك بن عبد العزيز بن جُرَيْج القرشي، جزء۱۸، صفحه ۳۳۸)

[2] رجالهٗ ثقات (اعلاء السنن، جلد۲، صفحه ۱۸۲)
خطاب بن عثمان الطائي الفوزي بفتح الفاء وبالزاي أبو عمر الحمصي ثقة عابد من العاشرة (تقريب التهذيب، جزء ۱، صفحه ۲۷۰)
قال يعقوب :وتكلم قوم في إسماعيل، وإسماعيل ثقة عدل، أعلم الناس بحديث الشام، ولا يدفعه دافع، وأكثر ما تكلموا قالوا :يغرب عن ثقات المدنيين والمكيين . وَقَال الهيثم بن خارجة : سمعت يزيد بن هارون يقول :ما رأيت أحفظ من إسماعيل بن عياش، ما أدري ما سفيان الثوري ؟

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

پانچویں روایت:

(۵)......حضرت امام اوزاعی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۵۷ھ) اَعْلَمُ حفاظِ الحدیث اور اساتذۂ روایت اور حضرت عبداللہ بن عمر، انس بن مالک وسہل بن سعد رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابۂ کرام کے شاگرد حضرت زہری رحمہ اللہ (المتوفی ۱۲۴ھ) سے نقل کرتے ہیں:

قَالَ تَرْفَعُ یَدَیْھَاحَذْوَ مَنْکِبَیْھَا (مصنف ابنِ ابی شیبة ،حدیث نمبر ۲۴۸۷، کتاب الصلاۃ،باب فی المرأۃ اذاافتتحت الصلاۃ الی این ترفع یدیھا)

ترجمہ: حضرت زہری نے فرمایا کہ عورت (نماز میں) اپنے ہاتھ اپنے کاندھوں تک اٹھائے گی (ترجمہ ختم)

فائدہ: ان سب روایات کا مقصود اور خلاصہ یہ ہے کہ عورت تکبیرِ تحریمہ کے لئے اپنے ہاتھوں کو اونچا نہ اٹھائے بلکہ ممکنہ حد تک پست رکھے (جیسا کہ روایت نمبر ۳ میں ہے) اور اس کی حد یہ ہے کہ ہاتھوں کی انگلیاں کاندھوں تک اونچی ہوں (جیسا کہ روایت نمبر ۴، اور ۵ میں ہے) اور ہتھیلیاں سینے اور چھاتی کے برابر ہوں (جیسا کہ روایت نمبر ۱، اور ۲ میں ہے)

ہاتھ باندھنے، رکوع، سجدے اور قعدے میں فرق

چھٹی روایت:

(۶)...... امام عبدالرزاق ہی حضرت ابنِ جریج سے اور وہ صحابۂ کرام کے شاگرد مشہور تابعی حضرت عطاء (المتوفی ۱۱۴ھ) سے روایت کرتے ہیں:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وَقَال سُلَیْمان بن أحمد الواسطی :سمعت یزید بن ھارون یقول :ما رأیت شامیا ولا عراقیا أحفظ من إسماعیل بن عیاش ...... وَقَال عَباس الدُّورِیُّ ، عن یحیی بن مَعِین :إسماعیل بن عیاش ثقة (تھذیب الکمال، جزء ۳ صفحہ ۱۷۱ ، ۱۷۲ ، ملخصاً فی ترجمة إسماعیل بن عیاش بن سلیم العنسی ، أبو عتبة الحمصی)

عبد ربه بن سلیمان بن عمیر بن زیتون الدمشقی مقبول من السادسة (تقریب التھذیب، جزء ۱، صفحه ۵۵۸)اقول: رویٰ ھذا الحدیث اسماعیل بن عیاش عن عبدربه وھو شامی. محمد رضوان

قَالَ تَجْمَعُ الْمَرْأَةُ يَدَيْهَا فِي قِيَامِهَا مَا اسْتَطَاعَتْ (مصنف عبدالرزاق ،حدیث نمبر ۵۰۶۷، کتاب الصلاة، باب تکبیر المرأة بیدیها وقیام المرأة ورکوعها وسجودها)

ترجمہ: حضرت عطاء نے فرمایا کہ عورت قیام کی حالت میں ممکنہ حد تک اپنے ہاتھوں کو جمع کر کے اور ملا کر رکھے گی (ترجمہ ختم)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ نماز میں عورت (مَردوں کے برعکس) اپنے ہاتھوں کو اپنے جسم کے ساتھ اور انگلیوں کو باہم چمٹا کر اور ملا کر رکھے گی؛ اس کی وجہ بھی وہی اُصول ہے کہ اُس کے جسم کا زیادہ سے زیادہ سُکڑا اور ملا ہوا ہونے اور پھیلا ہوا نہ ہونے کی وجہ سے پردہ رہے؛ عورت کو سینے پر ہاتھ باندھنے کی وجہ بھی یہی ہے کہ اس کی وجہ سے اُس کے مخصوص حصے کا اُبھار ہاتھوں کے یہاں باندھنے سے چُھپ جاتا ہے اور بہتر طریقے پر پردہ ہو جاتا ہے۔

ساتویں روایت:

(۷)......حضرت امام عبدالرزاق ہی حضرت ابنِ جریج (المتوفی ۱۵۰ھ) سے اور وہ حضرت عطاء (المتوفی ۱۱۴ھ) سے روایت کرتے ہیں:

قَالَ تَجْتَمِعُ الْمَرْأَةُ إِذَا رَكَعَتْ تَرْفَعُ يَدَيْهَا إِلٰى بَطْنِهَا وَتَجْتَمِعُ مَا اسْتَطَاعَتْ فَإِذَا سَجَدَتْ فَلْتَضُمَّ يَدَيْهَا إِلَيْهَا وَتَضُمَّ بَطْنَهَا وَصَدْرَهَا إِلٰى فَخِذَيْهَا وَتَجْتَمِعَ مَا اسْتَطَاعَتْ (مصنف عبدالرزاق، حدیث نمبر ۵۰۶۹، کتاب الصلاة، باب تکبیر المرأة بیدیها وقیام المرأة و رکوعها وسجودها)

ترجمہ: حضرت عطاء نے فرمایا کہ عورت (نماز میں) لپٹ سمٹ کر رہے گی، جب رکوع کرے، اپنے ہاتھوں کو اپنے پیٹ کی طرف اُٹھائے (ملائے) گی اور جتنا سمٹ سکتی ہو سمٹ جائے گی؛ پھر جب سجدہ کرے گی تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے جسم کے ساتھ ملا لے گی اور اپنے پیٹ کو اور اپنے سینے کو اپنی رانوں کے ساتھ ملا لے گی اور جتنا ہو سکے لپٹ سمٹ جائے گی (ترجمہ ختم)

فائدہ: معلوم ہوا کہ عورت (مَردوں کے برعکس) قیام، رکوع اور سجدے اور قعدہ کی حالت

میں خوب اچھی طرح اکٹھی ہوگی اور اپنے آپ کو سُکیڑ کر رکھے گی؛ فقہائے کرام نے اس اُصول کی روشنی میں عورت کے رکوع، قعدے اور سجدے کی پوری کیفیت بیان فرمادی ہے۔

ملحوظ رہے کہ (مصنّف) عبدالرزاق امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد اور امام احمد کے استاد اور امام بخاری کے استاذ الاستاد ہیں؛ اور امام بخاری کی تصریح کے مطابق اس مصنف کی تمام حدیثیں صحیح ہیں، نیز مصنف عبدالرزاق صحاحِ ستہ کے وجود میں آنے سے پہلے کی ان کتابوں میں سے ہے؛ جن کی اصلیت (AUTHENTCITY) کسی دور میں مخدوش نہیں سمجھی گئی (درسِ ترمذی جلد ۱ صفحہ ۴۸ و ۷۱ و آثارُ الحدیث جلد ۲ صفحہ ۱۵۶)

اور حضرت عطاء جیسے تابعین کے موقوفات بھی حجت قرار دیے گئے ہیں (ملاحظہ ہو: قواعد فی علوم الحدیث صفحہ ۱۳۳)

آٹھویں روایت:

(۸)......حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما (المتوفی ۸۴ھ) سے سوال کیا گیا:

كَيْفَ كُنَّ النِّسَاءُ يُصَلِّيْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ كُنَّ يَتَرَبَّعْنَ ثُمَّ اُمِرْنَ اَنْ يَّحْتَفِزْنَ (جامع المسانید جلد ۱ صفحہ ۴۰۰) [۱]

ترجمہ: حضور ﷺ کے مبارک زمانے میں عورتیں کس طرح نماز پڑھا کرتی تھیں؟ (یعنی تشہد میں کس طرح بیٹھا کرتی تھیں؟) تو حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ پہلے تو (قعدے کی حالت میں) چار زانو ہو کر بیٹھتی تھیں پھر بعد میں انہیں حکم دیا گیا کہ وہ خوب سمٹ کر بیٹھا کریں (ترجمہ ختم)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی اس صحیح حدیث کی شرح میں محدث حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

(كُنَّ يَتَرَبَّعْنَ) اَیْ فِیْ حَالِ قُعُوْدِهِنَّ (ثُمَّ اُمِرْنَ اَنْ يَّحْتَفِزْنَ) بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَالْفَاءِ وَالزَّاءِ، اَیْ يَضُمُمْنَ اَعْضَائَهُنَّ بِاَنْ يَّتَوَرَّكْنَ فِیْ

---

[۱] قلت هٰذا اسناد صحيح (متن اعلاء السنن، كتاب الصلاة، باب طريق السجود)
وبه يظهر لكل من له مسكة ان مسانيد الامام معتبرة معتمدة عكف عليها الحفاظ و انكب عليها المحدثون شرحاً و اختصاراً و جمعاً و ترتيباً و زيادة و احتجاجا و استدلالاً (اعلاء السنن، كتاب الصلاة، باب طريق السجود جلد ۳ صفحہ ۳۲)

جُلُوْسِھِنَّ(شرح مسند ابی حنیفة،باب فی صفة الجلوس فی التشھد)

ترجمہ: خواتین نماز کے قعدے کی حالت میں پہلے چارزانو (چوکڑی مارکر) بیٹھا کرتی تھیں، پھر انہیں نماز میں (مَردوں کے برعکس) اپنے اعضاء ملانے کا حکم دیا گیا؛ اور وہ اس طرح سے کہ خواتین قعدے کی حالت میں تَوَرُّک کریں، یعنی اپنے دونوں پاؤں ایک طرف نکال دیں اور سُرین زمین کے ساتھ ملا کر بیٹھیں (ترجمہ ختم)

کیونکہ چارزانو بیٹھنے کے مقابلہ میں دونوں پاؤں ایک طرف نکال کر بیٹھنے میں جسم کا سمٹنا، لپٹنا اور سُکڑنا زیادہ پایا جاتا تھا اور چارزانو بیٹھنے میں پھیلاؤ زیادہ تھا، اس لیے عورتوں کے لیے پردہ کے اصول کی وجہ سے بالآخر وہ نشست ہی مقرر ٹھہری جس میں جسم اور اعضاء کا باہم ملاپ زیادہ پایا جاتا ہے۔

فائدہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت مرفوع حدیث کا درجہ رکھتی ہے۔ [1]

امام عبدُالوھاب شعرانی رحمہ اللہ (المتوفی ۹۷۳ھ) اسی مضمون کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَاجَلَسَ فِیْ الرَّکْعَةِ الْاَخِیْرَةِ یَفْرِشُ رِجْلَهُ الْیُسْرٰی وَیَنْصِبُ الْاُخْرٰی وَیَقْعُدُ عَلٰی مَقْعَدَتِہٖ وَکَانَ ﷺ یَنْھٰی عَنْ اِفْتِرَاشِ السَّبُعِ فِیْ الْجُلُوْسِ وَھُوَاَنْ یَّجْلِسَ مَادًّاذِرَاعَیْهِ عَلَی الْاَرْضِ وَکَانَ ﷺ یَأْمُرُالنِّسَاءَ اَنْ یَّحْتَفِزْنَ اَوْتَرَبَّعْنَ فِی التَّشَھُّدِ (کشف الغمة عن جمیع الامة؛ کتاب الصلاة؛باب صفة الصلاة؛فصل فی الجلوس الاخیر والتشھد فیه)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کی آخری رکعت میں قعدے کے لیے بیٹھتے تھے تو اپنے بائیں پاؤں کو بچھا لیا کرتے تھے اور داہنے پاؤں کو کھڑا کر لیا کرتے تھے اور اپنے سُرین پر بیٹھ جاتے تھے؛ اور نبی علیہ السلام

---

[1] وقول الصحابی: ”کنانفعل کذاوأمرناکذا“فی حکم المرفوع کماتقدم(اعلاء السنن جلد۳صفحه ۲۷) ان اضافهٗ الیه (ای الیٰ عهد رسول اللہ ﷺ)فهومرفوع وحجة قطعاًوالافالظاهران المرادبکنانفعل کذا او کانوایفعلون کذا،التقریر،فیکون الظاهر انهٗ مرفوع وحجة (قواعدفی علوم الحدیث مقدمه اعلاء السنن ، صفحه۱۲۷)

(مَردوں کو) اس طرح درندوں کے طریقے پر بیٹھنے سے منع فرماتے تھے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر بچھا کر بیٹھا جائے؛ اور نبی علیہ السلام عورتوں کو تشہد کی حالت میں سمٹ کر (یعنی دونوں پاؤں ایک طرف نکال کر اور زمین سے چمٹ کر) بیٹھنے کا یا چارزانوں بیٹھنے کا حکم فرماتے تھے (ترجمہ ختم)

فائدہ: خواتین کے لیے چوزانو بیٹھنے کے مقابلے میں دونوں پاؤں ایک طرف نکال کر بیٹھنے کی فضیلت اور اس کی وجہ دیگر روایات اور فقہائے کرام کی عبارات میں مذکور ہے اور وہ یہ ہے کہ عورت کی اس نشست میں سمٹنا اور سکڑنا اور اس کی وجہ سے پردہ کی زیادہ رعایت پائی جاتی ہے، جو کہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے طریقہ پر نماز پڑھنے والی خاتون کے بارے میں مغفرت کا وعدہ ہے (جیسا کہ روایت نمبر ۱۱ میں آگے ذکر آ رہا ہے)

نویں روایت:

(۹)......حضرت ابراہیم، حضرت خالد بن لَجلاج سے روایت کرتے ہیں:

كُنَّ النِّسَاءُ يُؤْمَرْنَ أَنْ يَّتَرَبَّعْنَ اِذَا جَلَسْنَ فِي الصَّلاَةِ وَلاَ يَجْلِسْنَ جُلُوْسَ الرِّجَالِ عَلٰى أَوْرَاكِهِنَّ، يَتَّقِيُ ذَالِكَ عَنِ الْمَرْأَةِ، مَخَافَةَ اَنْ يَّكُوْنَ الشَّيْئُ مِنْهَا (مصنف ابنِ ابی شیبۃ، حدیث نمبر ۲۷۹۹، کتاب الصلاۃ، باب فی المرأۃ کیف تجلس فی الصلاۃ)

ترجمہ: خواتین کو حکم دیا جاتا تھا کہ وہ نماز میں چوزانوں ہو کر بیٹھیں، اور مَردوں کی ہیئت پر اپنے سُرینوں پر نہ بیٹھیں؛ عورت کے مَردوں کی طرح بیٹھنے میں یہ خوف ہے کہ اس کی (پردے والی مخصوص) چیز ظاہر نہ ہو جائے (ترجمہ ختم)

مطلب یہ ہے کہ عورت کو اپنے اعضاء چھپانے کی تعلیم ہے، اس لیے اُسے مَردوں کے طریقے پر بیٹھنے کے بجائے ایسے طریقے پر بیٹھنا چاہیے جس سے اُس کے اعضاء چھپے اور باہم ملے رہیں۔

اسی لیے بعض فقہاء عورت کو نماز میں چوزانو بیٹھنے کو مستحب قرار دیتے ہیں، ہمارے فقہاء نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث جو پیچھے گزر چکی، اس کے مفصَّل اور مرفوع حدیث کے درجے میں

ہونے اور اس میں پہلے چوزانوں بیٹھنے اور اس کے بعد دونوں پاؤں ایک طرف نکال کر بیٹھنے کا ذکر ہونے کی وجہ سے افضل ''دونوں پاؤں ایک طرف نکال کر بیٹھنے'' کو قرار دیا ہے۔ [۱]

---

[۱] بعض حضرات ایک روایت سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ عورت نماز میں مرد کی طرح بیٹھے گی؛ وہ روایت یہ ہے:
اِنَّ اُمَّ الدَّرْدَاءِ کَانَتْ تَجْلِسُ فِي الصَّلَاةِ کَجَلْسَةِ الرَّجُلِ (مصنف ابن ابی شیبة، حدیث نمبر ۲۸۰۱، کتاب الصلاة، باب فی المرأة کیف تجلس فی الصلاة)
ترجمہ: ''حضرت امِّ درداء نماز میں مردوں کی طرح بیٹھتی تھیں''
اس کے بارے میں عرض یہ ہے کہ اس سے استدلال کرنا کئی وجہ سے درست نہیں۔
کیونکہ اوّلاً تو اس روایت کے الفاظ پر نظر ڈالی جائے تو اس سے بھی مرد اور عورت کی نماز میں فرق ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہ اس طرح سے کہ بعض روایات میں عورت کو چوکڑی مار کر بیٹھنے کا ذکر ہے، اور بعض میں دونوں پاؤں ایک طرف نکال کر بیٹھنے کا ذکر ہے، اور چوکڑی مار کر بیٹھنے کے مقابلے میں ایک طرف دونوں پاؤں نکال کر بیٹھنے کی نشست (جیسا کہ عورتوں کے لیے ہمارے فقہاء کے نزدیک سنت ہے) یہ مردوں کی نشست کے مشابہ ہے؛ اور ہمارے فقہائے کرام کے عورتوں کے لیے چوکڑی مار کر بیٹھنے کے مقابلے میں اس نشست کو افضل قرار دینے کی ایک وجہ یہ بھی ہے؛ جیسا کہ فقہائے کرام نے وضاحت فرمائی ہے، کہ واشبه بجلسة الرجل کماسیجیئ. اور ابراہیم نخعی سے جو مروی ہے کہ:
تقعد المرأة فی الصلاة کما یقعد الرجل (مصنف ابن شیبه، حدیث نمبر ۲۸۰۴، کتاب الصلاة، باب فی المرأة کیف تجلس فی الصلاة)
اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ عورت نماز میں (چوکڑی مار کر بیٹھنے کے بجائے) اپنے دونوں پاؤں ایک طرف نکال کر بیٹھے گی، اور یہ نشست مردوں کی نشست کے قریب ہے، کیونکہ حضرت ابراہیم نخعی سے ہی مصنف ابنِ ابی شیبة وغیرہ میں یہ بھی منقول ہے:
تجلسُ المرأة من جانب فی الصلاة (مصنف ابنِ ابی شیبة، حدیث نمبر ۲۸۰۸)
یعنی عورت نماز میں اپنے دونوں پاؤں ایک طرف نکال کر بیٹھے گی
بہرحال امِ درداء کے اس واقعہ کا مطلب یہ ہے کہ یہ خاتون نماز میں چہار زانوں کے بجائے اپنے دونوں پاؤں ایک طرف نکال کر بیٹھتی تھیں۔ دوسرے اگر اُمّ درداء کے اس واقعے کا مطلب یہ لیا جائے کہ وہ بعینہٖ مردوں کی طرح بیٹھتی تھیں تو یہ امِ درداء کون ہیں؟ آیا کہ صحابیہ ہیں یا تابعیہ؟ اس میں ہی اختلاف ہے۔ بعض حضرات نے اگرچہ ان کو صحابیہ قرار دیا ہے۔ لیکن علامہ ابنِ حجر رحمہ اللہ جیسے اکثر محدثین وناقدین نے ان کو تابعیہ شمار کیا ہے۔
لہٰذا مرد اور عورت کی نماز میں فرق کی مرفوع روایتیں اور صحابہ وصحابیات کے قولی وفعلی آثار کے مقابلے میں ایک مجمل خاتون کے اس واقعے کو قابلِ عمل قرار نہیں دیا جاسکتا۔
اور بالفرض اگر ان کو صحابیہ بھی مان لیا جائے تو یہ ان کا اپنا ذاتی فعل ہے، انہوں نے نہ تو کسی اور کو اس کی دعوت دی ہے اور نہ انہوں نے اس فعل پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قول وفعل اور نہ ہی کسی صحابی کا فتویٰ نقل کیا ہے۔
اور یہ بھی ممکن ہے کہ کسی عذر کی وجہ سے یہ خاتون اس طرح بیٹھتی ہوں۔
لہٰذا گذشتہ پیش کیے گئے قولی وفعلی دلائل اور مرفوع احادیث کے مقابلے میں پھر بھی اس کو حجت قرار نہیں دیا جاسکتا۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

دسویں روایت:

(۱۰)......حضرت یزید بن ابی حبیب (التوفی ۱۲۸ھ) سے روایت ہے:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ مَرَّ عَلٰی اِمْرَأَتَیْنِ تُصَلِّیَانِ فَقَالَ اِذَا سَجَدْ تُمَا فَضُمَّا بَعْضَ اللَّحْمِ اِلَی الْاَرْضِ فَاِنَّ الْمَرْأَۃَ لَیْسَتْ فِیْ ذَالِکَ کَالرَّجُلِ (سنن البیھقی حدیث نمبر ۳۳۲۵، کتاب الصلاۃ، باب ما یستحب للمرأۃ من ترک التجافی فی الرکوع والسجود، مراسیل ابی داؤد حدیث نمبر ۸۴)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ دو عورتوں کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہی تھیں، آپ ﷺ نے ان کو فرمایا کہ جب تم سجدہ کرو تو اپنے جسم کے بعض حصوں کو زمین سے چمٹا دو، اس لئے کہ اس سلسلہ میں عورت کا حکم مرد کی طرح کا نہیں ہے (ترجمہ ختم) ۱؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

یہی بات محدثین نے بیان فرمائی ہے:

وعرف من روایۃ مکحول ان المراد بام الدرداء الصغری التابعیۃ لا الکبری الصحابیۃ لانہ ادرک الصغری، ولم یدرک الکبریٰ وعمل التابعی بمفردہ ولو لم یخالف لا یحتج بہ......ولم یورد البخاری اثرام الدرداء لیحتج بہ بل للتقویۃ "فتح الباری جلد ۲ صفحہ ۲۵۱" (اعلاء السنن جلد ۳ صفحہ ۳۳)

وایضاً فیحتمل ان یکون لھاعذرفی ذلک علیٰ انہ لوثبت ذلک کان من تقریر الصحابی کمامر فی المتن والقول مقدم علی التقریر وایضاً یعارضہ الحدیث المرفوع کماعرفت (اعلاء السنن ج۳ ص ۳۳)

۱؎ مراسیلِ ابی داؤد کے حوالے سے اس حدیث کے مرسل ہونے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ بہت سے اہلِ علم کے نزدیک تو مرسل حدیث قابلِ عمل ہوتی ہے، اور جن حضرات کے نزدیک قابلِ عمل نہیں ہوتی ان کے نزدیک بھی یہ حدیث حجت ہے، کیونکہ اس مضمون کو امام بیہقی نے موصول بھی روایت کیا ہے۔

اور مرسل حدیث کو اگر دوسری موصول اور مرسل سندوں سے قوت حاصل ہو جائے تو پھر وہ بھی قابلِ عمل ہو جاتی ہے۔

نیز غیر مرسل کی سند میں متروک ہونے کا اعتراض بھی درست نہیں، کیونکہ مرسل میں کوئی متروک نہیں۔

اسی وجہ سے امام بیہقی نے فرمایا:

ھو احسن من موصولین فی ھٰذاالباب اھ. (حوالہ بالا)

اور اس حدیث کی سند میں ابو مطیع حکم بن عبداللہ کی وجہ سے جو بعض حضرات نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے، یہ بھی درست نہیں؛ ابو مطیع کے بارے میں تفصیل ہم نے حدیث نمبر ۱۱ کے حاشیہ میں ذکر کر دی ہے۔

لہٰذا یہ حدیث بلاشبہ قابلِ استدلال اور معتبر ہے۔ چنانچہ احادیث کی مفصَّل و مدلَّل شرح اعلاء السنن میں ہے:

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

فائدہ: معلوم ہوا کہ سجدے کی حالت میں عورت کو اپنے جسم کے اعضاء کو (جن میں ہاتھ بھی داخل ہیں) زمین سے چمٹانے اور ملانے کا حکم ہے؛ اس حدیث سے اصولی انداز میں یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ نماز کے بعض احکام میں عورت کا حکم مرد کی طرح کا نہیں ہے، بلکہ مرد اور عورت کی نماز کے طریقہ میں کچھ فرق ہے۔

اور اس فرق کی تفصیل مختلف احادیث وروایات، صحابۂ کرام کے آثار اور تابعین کے اقوال کی روشنی میں فقہائے کرام نے بیان فرمادی ہے۔

یادرہے کہ مَردوں کو سجدے کی حالت میں اپنے ہاتھ زمین پر بچھا کر رکھنے کی حدیث میں ممانعت آئی ہے۔ چنانچہ مسلم شریف کی حدیث میں ہے:

وَيَنْهٰى اَنْ يَّفْتَرِشَ الرَّجُلُ ذِرَاعَيْهِ اِفْتِرَاشَ السَّبُعِ (مسلم، حديث نمبر ۱۱۳۸، كتاب الصلاة، باب ما يجمع صفة الصلاة وما يفتتح به)

ترجمہ: اور رسول اللہ ﷺ نے (سجدے کی حالت میں) مرد کو اپنے ہاتھ زمین پر درندے کی طرح بچھانے سے منع فرمایا ہے (ترجمہ ختم)

اس حدیث میں ممانعت بیان کرتے ہوئے صاف طور پر ''الرَّجُلُ'' (مرد) کی قید موجود ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

رواه ابوداوٗد فی مراسيله ورواه البيهقی من طريقين موصولين لكن فی كل منهمامتروک كذافی التلخيص الحبير(۱: ۱۹۱)قلت كلام الحافظ يدل علىٰ ان المرسل ليس فيه احدمتروک وفی فوزالكرام للعلامة محمدقائم السندی قال البيهقی هواحسن من موصولين فی هٰذاالباب اه (متن اعلاء السنن، كتاب الصلاة، باب طريق السجود جلد ۱ صفحه۲۰۳)

قوله"عن يزيد بن ابی حبيب الخ"قلت دلالته علی هيئة سجود المرأة ظاهرة، قال فی عون البارى:فمن يرى المرسل حجة وهومذهب ابی حنيفة ومالک فی طائفة والامام الاحمد فی المشهور عنه فحجتهم المرسل المذكور ومن لايری المرسل حجة كالشافعی وجمهورالمحدثين فباعتضاد كل من الموصول والمرسل بالاخر وحصول القوة من الصورة المجموعة قال فی فتح البارى وهذا مثال لماذكره الشافعی من ان المرسل يعتضد بمرسل آخراومسند اه

وقال النووی الحديث الضعيف عندتعددالطرق يرتقی عن الضعف الی الحسن، ويصيرمقبولامعمولابه قال الحافظ السخاوی :ولايقتضی ذالک الاحتجاج بالضعيف فان الاحتجاج انما هو بالهيئة المجموعة كالمرسل حيث اعتضد بمرسل آخر ولو ضعيفا كماقاله الشافعی والجمهور اه(۲۹۵۱ مع النيل)(اعلاء السنن ج۳ص۲۶)

رسول اللہ ﷺ نے مرد کی قید لگا کر یہ بات واضح فرمادی کہ یہ ممانعت مَردوں کے ساتھ خاص ہے۔ [۱]

---

[۱] اسی سے بعض حضرات کی اُس غلط فہمی کا بھی ازالہ ہوگیا جو یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے سجدے کی حالت میں درندے یا کتے کی طرح اپنے ہاتھوں کو سجدے میں زمین پر بچھانے سے منع فرمایا ہے؛ چنانچہ ایک حدیث میں الفاظ یہ ہیں:

عن قتادة عن انس عن رسول الله ﷺ قال لایفترش احدکم ذراعیه فی السجود افتراش الکلب (السنن الکبریٰ للنسائی جلد ۱ صفحہ ۲۳۲)

یہ حضرات اس ممانعت میں مردوعورت دونوں کو شامل کرتے ہیں؛ لیکن ان حضرات کا یہ استدلال درست نہیں، کیونکہ حضرت قتادہ کی اس پیش کردہ حدیث میں عورتوں کا کوئی ذکر نہیں ہے، اور جو حدیث ہم نے مسلم کے حوالے سے اوپر ذکر کی ہے، اُس میں ممانعت کو مرد کے ساتھ خاص کیا گیا ہے، اور خود حضرت قتادۃ (جن سے یہ پیش کردہ حدیث منقول ہے) اور دیگر صحابۂ کرام وتابعین کے آثار بلکہ خود مرفوع احادیث وروایات ہی سے عورت کو سجدے کی حالت میں اپنے آپ اور اپنے اعضاء کو زمین کے ساتھ ملا لینے کی صراحت موجود ہے؛ لہٰذا خواتین کو اس حکم میں شامل کرنا درست نہیں۔

اور بعض دیگر صحابہ وتابعین کے آثار سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ سجدے کی حالت میں زمین سے اوپر ہاتھ اُٹھا کر رکھنے کا حکم مردوں کے ساتھ خاص ہے، چنانچہ حضرت حارث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

اذاسجد الرجل فلیفرج (مصنف ابنِ ابی شیبة، کتاب الصلاة، باب التجافی فی السجود)

ترجمہ: جب مرد سجدہ کرے تو کشادہ ہو کر سجدہ کرے۔

اور حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں:

إذا سجد الرجل فلیفرج بین فخذیه (ایضاً، حواله بالا)

اور حضرت حسن بصری فرماتے ہیں:

الرجل یتجافی (ایضاً، حواله بالا)

اوراسی وجہ سے حدیث کے مشہور شارح امام مناوی رحمہ اللہ اُس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں:

لکن الخطاب للرجال کما دل علیه تعبیره باحدکم اما المرأة فتضم بعضها ببعض لان المطلوب لها الستر (فیض القدیر، تحت حدیث رقم ۶۷۵، جزء ۱ صفحہ ۴۷۹)

ترجمہ: "(سجدہ میں ہاتھ نہ بچھانے کا) خطاب مَرد حضرات کو ہے، جیسا کہ حضور ﷺ کی "احدکم" الفاظ کی تعبیر سے معلوم ہوتا ہے، جہاں تک عورت کا معاملہ ہے تو وہ اپنے بعض حصے کو بعض سے ملا کر رکھے گی، اس لیے کہ اس کے حق میں پردہ مطلوب ہے" (ترجمہ مکمل)

نیز فقہائے کرام نے بھی زمین پر ہاتھ بچھانے کی ممانعت مردوں کے ساتھ خاص فرمائی ہے؛ چنانچہ الموسوعۃ الفقہیہ میں ہے:

وکره الفقهاء للرجل دون المرأة ان یفترش ذراعیه علی الارض فی السجود لورودالنهی عن ذالک لحدیث لایفترش احدکم ذراعیه افتراش الکلب (الموسوعة الفقهیة، مادة افتراش)

اور ردالمحتار میں ہے:

وظاهره ان المراد الهیئة المسنونة فی حق الرجل لاالمرأة (ردالمحتار ج ۱، سنن الوضوء)

اور البدائع الصنائع میں سجدہ کی حالت میں زمین پر ہاتھ بچھانے کی ممانعت والی حدیث نقل کر کے تحریر کیا گیا ہے:

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

گیارہویں روایت:

(۱۱)......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (المتوفی ۸۴ھ) سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَاجَلَسَتِ الْمَرْأَۃُ فِی الصَّلٰوۃِوَضَعَتْ فَخِذَھَاعَلٰی فَخِذِھَاالْاُخْرٰی فَاِذَاسَجَدَتْ اِلْصَقَّتْ بَطْنَھَافِیْ فَخِذَیْھَا کَأَسْتَرِمَایَکُوْنُ لَھَاوَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَنْظُرُاِلَیْھَاوَیَقُوْلُ یَامَلَا ئِکَتِیْ اَشْھَدُکُمْ اَنِّی قَدْ غَفَرْتُ لَھَا (الکامل لابنِ عدی، جز ۲ صفحہ ۲۱۴) [۱]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وھٰذافی حق الرجل فاماالمرأۃ فینبغی ان تفترش ذراعیھاوتنخفض ولاتنتصب کانتصاب الرجل وتلزق بطنھابفخذیھالان ذلک استر لھا(البدائع الصنائع جلد ۱ ،کتاب الصلاۃ)

نیز بلوغ المرام کی شرح سبل السلام میں مرد حضرات کو کشادہ رہ کر سجدہ کرنے والی حدیث کے بعد مذکور ہے:

وھذافی حق الرجل لاالمرأۃ فانھاتخالفہ فی ذالک (سبل السلام ،باب صفۃ الصلاۃ)

اوراس سے بڑھ کر ''تعلیم الصلاۃ'' نامی ایک رسالہ جو اہلِ حدیث کانفرنس دہلی کی جانب سے مجلسِ شوریٰ کے اراکین کی منظوری سے مطبع فاروقی دہلی سے شائع ہوا،اور دفتر اہلِ حدیث کانفرنس دہلی بازار ملی ماران سے مفت تقسیم ہوا،اس میں ہے:

سجدے میں ہاتھوں کو کتے کی طرح نہ پھیلائے ،بلکہ ہتھیلی زمین پر رکھے اور کہنی اُٹھائے رکھے اور درمیان دونوں ہاتھوں کے اتنی کشادگی رہے کہ سفیدی بغلوں کی ظاہر ہو(متفق علیہ)مگر عورت ایسا نہ کرے (تعلیم الصلاۃ صفحہ ۱۴،ماخوذ از مجموعہ مقالات جلد ۲ صفحہ ۴۱۸،مطبوعہ:ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ،ملتان؛ تاریخ اشاعت صفر ۱۴۲۳ ہجری)

ان وجوہات کی بناء پرسجدے کی حالت میں عورتوں کو زمین پر ہاتھ بچھانے کی ممانعت کا قائل ہونا اہلُ السنۃ والجماعۃ کی طرح ،اصل مسلکِ اہلِ حدیث کے مطابق بھی درست نہیں۔محمد رضوان

[۱] ورواہ اخبارِ اصبھان، حدیث نمبر ۵۶۳، جلد ۲ صفحہ ۳۳۶،السنن الکبری البیھقی، حدیث نمبر ۳۳۲۴، باب مَا یُسْتَحَبُّ لِلْمَرْأَۃِ مِنْ تَرْکِ التَّجَافِی فِی الرُّکُوعِ وَالسُّجُودِ، کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۵۴۹ حدیث نمبر ۲۰۲۰۳.

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس روایت کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ ''لایحتج بامثالھما'' جس کی وجہ سے بعض لوگوں کو اس روایت پر اعتراض ہے؛لیکن اوّلاً تو اس کے دوسرے شواہد ہونے کی وجہ سے یہ حدیث معتبر ہے،جیسا کہ اعلاءالسنن میں ہے:

قلت: ولہٗ شواھد قد مرّت (اعلاء السنن جلد ۳ صفحہ ۳۳)

دوسرے غور طلب بات یہ ہے کہ امام بیہقی نے یہ بات کس بنیاد پر فرمائی ہے، کیونکہ جرح کو مفسر ہونا چاہیے؟ تو اس کی وجہ اس روایت کی سند میں ابو مطیع حکم بن عبداللہ راوی کا ہونا ہے،جن پر متعدد محدثین نے مرجئہ ہونے کا الزام عائد کیا ہے،اور کہا ہے کہ وہ جنت اور دوزخ کے پیدا ہونے کے بعد فناء ہونے کے قائل تھے؛مگر یہ الزام بے بنیاد ہے،جس کی کوئی حقیقت نہیں؛خود اُن کے اپنے کلام سے ان دونوں الزامات کی واضح طور پر نفی ہوتی ہے۔﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نماز کے دوران جب عورت بیٹھے تو (دونوں پاؤں ایک طرف نکال کر) اپنی ایک ران کو دوسری ران پر رکھے اور جب سجدہ میں جائے تو اپنے پیٹ کو اپنی دونوں رانوں سے ملالے اس طرح کہ اس کے لیے زیادہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

امام ابنِ تیمیہ نے مجموع فتاویٰ میں اور امام ابنِ قیم جوزی نے اجتماع الجیوش الاسلامیه علیٰ غزو المعطلة والجهمية میں امام بلخی اور فقہ اکبر کی عبارات سے اہلِ سنت کے عقیدے پر استدلال فرمایا ہے۔

علامہ محمد زاہد کوثری رحمہ اللہ نے بھی اپنی کتاب تانیبُ الخطیب میں اس کا اعتراض نمبر ۴۸ کے ذیل میں مدلل ومفصل جواب تحریر فرمایا ہے؛ ابومطیع حکم بن عبداللہ کی کئی محدثین نے توثیق کی ہے، اور یہ وہ عظیم الشان فقیہ ومحدث ہیں، جو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی عقائد کے موضوع پر جامع کتاب فقہ اکبر کے راوی ہیں، اس میں وہ اپنی زبان میں جنت ودوزخ اور مرجئہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

ولانقول ان حسناتنا مقبولة وسيئاتنا مغفورة كقول المرجئة ولكن نقول المسئلة مبنية مفصلة (متن الفقه الاكبر مشموله شرح ملاعلی القاری صفحه ۷۷)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

والجنة والنار مخلوقتان اليوم لاتفنيان ابدا (ایضاً صفحه ۹۸، ۹۹)

قال العلامة اللكنوى:

ولم يقبل جرح بعضهم فى الامام ابى حنيفة وشيخه حماد بن ابى سليمان وصاحبيه محمد وأبى يوسف وغيرهم من أهل الكوفة بانهم كانوا من المرجئة (الرفع والتكميل فى الجرح والتعديل صفحه ۲۱، المرصد الثانى بعض المسائل فى الجرح والتعديل؛ مشموله: مجموعة رسائل اللكنوى جلد۵)

قال الامام الذهبى:

وفيها ابو مطيع الحكم بن عبد الله البلخى الفقيه صاحب ابى حنيفة وصاحب كتاب الفقه الاكبر وله اربع وثمانون سنة، ولى قضاء بلخ، وحدث عن ابن عون وجماعة قال ابوداؤد: كان جهمياً تركوا حديثه، وبلغنا ابا مطيع كان من كبار الآمرين بالمعروف والناهين عن المنكر (العبر فى خبر من غبر جلد ۱ صفحه ۲۱)

وكان بصيراً بالرأى، حافظاً للمسائل، كان ابن المبارك يعظمه ويجله. روى عنه: أحمد بن منيع، وأيوب بن الحسن الفقيه، وعقيق بن محمد، وعلى ابن الحسين الذهلى، ونصر بن زياد، والخراسانيون، وقدم بغداد مرات، قال محمد بن الفضيل البلخى: سمعت حاتما السقطى: سمعت ابن المبارك يقول: أبو مطيع له المنة على جميع اهل الدنيا. قلت حاتم لايعرف، وما اعتقد فى ابن المبارك انه يطلق مثل هذه العبارة. قال محمد بن الفضيل البلخى: وقال حاتم: قال مالك بن أنس لرجل: من أين أنت؟ قال: من بلخ. قال:

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

سے زیادہ پردہ ہو جائے اور بلا شبہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی طرف (رحمت کی نظر سے) دیکھتے ہیں اور فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ اے فرشتو! تم گواہ رہو؛ میں نے اس عورت کی بخشش کر دی (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس حدیث سے مرد اور عورت کی نماز کے طریقے میں جزوی فرق کے علاوہ اُصولی طور پر یہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قاضیکم أبو مطیع انه قام مقام الانبیاء (تاریخ الاسلام ،حرف الحاء، جلد۳ صفحه ۴۵۷)

قال الامام الصفدی :

صاحب کتاب الفقه الاکبر تفقه بابی حنیفة وولی قضاء بلخ وکان بصیراً بالرأی وکان ابن المبارک یعظمه (الوافی بالوفیات، حرف الحاء، جزء۴، صفحه ۳۰۷)

قال أبو یعلی الخلیلی:

وهو صالح فی الحدیث (الارشاد فی معرفة علماء الحدیث لأبی یعلی الخلیلی، الباب أبو مطیع الحکم بن عبد الله، جزء ۱ صفحه ۱۴۲)

قال الخطیب:

وکان فقیها بصیراً بالرأی وولی قضاء بلخ (تاریخ بغداد جلد۳ صفحه ۴۲۸)

قال العکری:

وبلغنا أن أبا مطیع کان من کبار الآمرین بالمعروف والناهین عن المنکر (مروج الذهب جزء ۱ صفحه ۳۵۰)

قال التقی الغزی:

الامام العامل احد أعلام هذه الأمة، ومن أقر له بالفضائل جهابذة الأئمة ...... یقول بالحق ویعمل به (الطبقات السنیة فی تراجم الحنفیة جلد ۱ صفحه ۲۶۳)

قال ابن قطلوبغا:

تفقه علیه أهل بلاده وکان أبن المبارک یجله لدینه وعلمه (تاج التراجم فی طبقات الحنفیة، جلد ۱ صفحه ۲۹، ذکر من اشتهر بالکنیة)

قال ابو عبدالله محمد بن احمد العثمان:

وکان بصیراً بالرأی علامة کبیر الشأن (میزان الاعتدال جلد ۱ صفحه ۵۷۴)

قال العلامة الکشمیری:

والفقه الاکبر من تصنیف ابی مطیع البلخی الحکم بن عبدالله تلمیذ ابی حنیفة وهو متکلم فیه وعندی انه صدوق، وفی المیزان کان ابن المبارک یعظمه ویوقره (العرف الشذی جلد ۱ صفحه ۴۹۴، تحت حدیث نمبر ۴۴۲)

پھر مرد و عورت کی نماز میں فرق کے ثبوت کا سارا مدار صرف اس روایت پر نہیں، خود امام بیہقی رحمہ اللہ بھی عورت کے لیے رکوع اور سجدے میں اعضاء کو ملا کر رکھنے کے مستحب ہونے کے قائل ہیں، جن کا حوالہ آگے آ رہا ہے۔

بات بھی معلوم ہوئی کہ عورت کے لئے مرد سے مختلف یہ احکام اس علت پر مبنی ہیں کہ پردے کی زیادہ سے زیادہ رعایت ہو؛ لہٰذا اس علت اور اصول کو پیشِ نظر رکھ کر عورت کی نماز میں ایسے اُمور کا لحاظ جن سے عورت کے حق میں پردے کی زیادہ سے زیادہ رعایت ہو سکے؛ اس حدیث کا تقاضا ہوا۔
تا کہ ایسے طریقے پر نماز پڑھنے کی برکت سے عورت اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت اور بخشش کی مستحق ہو سکے

بارہویں روایت:

(۱۲)......حضرت ابـــو الْاَحــــوص (المتوفی ۱۸۱ھ) حضرت ابُو اسحاق سبیعی (المتوفی ۱۲۷ھ) سے اور وہ حضرت حارث سے روایت کرتے ہیں:

عَـنْ عَـلِـيٍّ رَضِـيَ اللّٰهُ عَـنْـهُ قَـالَ اِذَا سَـجَـدَتِ الْـمَـرْأَةُ فَلْتَحْتَفِزْ وَلْتَضُمَّ فَخِذَيْهَا (مصنف ابنِ ابی شیبة ،حدیث نمبر ۲۷۹۳، کتاب الصلاۃ، باب المرأة کیف تکون فی سجودھا ؟،واللفظ لہٗ،سنن البیھقی حدیث نمبر ۳۳۲۲،ج۲ص ۲۲۲)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب عورت سجدہ کرے تو خوب سمٹ کر اور سُکڑ کر کرے اور اپنی دونوں رانوں کو (پیٹ اور سینے کے ساتھ) ملا کر رکھے (ترجمہ ختم) [۱]

تیرہویں روایت:

(۱۳)......حضرت اسرائیل ابو اسحاق سے اور ان سے حضرت حارث روایت کرتے ہیں:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِذَا سَجَدَتِ الْمَرْأَةُ فَلْتَحْتَفِزْ وَلْتَلْصُقْ فَخِذَيْهَا بِبَطْنِهَا (مصنف عبدالرزاق جلد۳صفحه۱۳۸ حدیث نمبر ۵۰۷۲، کتاب الصلاۃ، باب تکبیر المرأة بیدیھا وقیام المرأة و رکوعھا وسجودھا) [۲]

---

[۱] اس روایت کی سند صحیح اور معتبر ہے، اور حضرت حارث کی وجہ سے یہ روایت غیر معتبر نہیں:
قلت رجاله رجال الجماعة الا الحارث ، فھو من رجال الاربعة ، قد اختلف فيه ووثقه ابن معين ، وقال ابن شاهين في "الثقات": قال احمد بن صالح المصري "الحارث الأعور ثقة ما احفظه ، وما احسن ما روى عن علي" واثنى عليه ،قيل له :فقد قال الشعبي : كان يكذب قال :لم يكن يكذب في الحديث، انما كان كذبه في رأيه اه (متن اعلاء السنن مع شرح ج ۳ص ۳۱)

[۲] اس روایت پر معترضین نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اس حدیث کے ایک راوی حارث ہیں، جو رِفض کے ساتھ متّھم ہیں، لہٰذا یہ روایت معتبر نہیں،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب عورت سجدہ کرے تو خوب سمٹ کر اور چمٹ کر کرے اور اپنی دونوں رانوں کو اپنے پیٹ (اور سینے) کے ساتھ ملا کر رکھے (ترجمہ ختم)

فائدہ: خلیفۂ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد اہلُ السنۃ والجماعۃ کے نزدیک مرفوع حدیث اور سنت کا درجہ رکھتا ہے۔ کیونکہ مشہور حدیث میں حضور ﷺ نے خلفائے راشدین کے قول وفعل کو سنت اور امت پر لازم قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو: ابو داؤد ج ۲ ص ۲۷۹، ترمذی ج ۲ ص ۹۲، ابن ماجۃ ج ۱ ص ۵ وغیرہ باب اتباع سنۃ الخلفاء الراشدین المهديين)

چودھویں روایت:

(۱۴)......امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذُ الأستاد امام عبدالرزاق حضرت مَعْمَر کے حوالے سے روایت کرتے ہیں:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

مگر ان معترضین کو سب سے پہلے تو محدثین کی اصطلاح میں رِفض کی حقیقت اور اس کی اقسام کو ملاحظہ کرنا چاہیے، اور سمجھنا چاہیے کہ کسی راوی کے ساتھ رِفض کا مبہم لفظ آنے سے جرح مؤثر قرار نہیں دی جاتی، چہ جائیکہ رِفض کی یہ نسبت درست بھی نہ ہو۔

اور ساتھ ہی یہ بھی غور کرنا چاہیے کہ ان کی احادیث ترمذی، ابوداؤد، ابنِ ماجہ، اور نسائی، وغیرہ میں موجود ہیں، جیسا کہ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ تہذیب التہذیب میں فرماتے ہیں:

الحارث ابن عبد الله الهمداني الاعور حديث الحارث في السنن الاربعة والنسائي (ماخوذ از "الرفع والتكميل في الجرح والتعديل" صفحه ۳۸)

کیا معترضین ان احادیث کی معتبر کتابوں میں حضرت حارث کی تمام روایات کو غیر معتبر قرار دینے کی جرأت کر سکتے ہیں؟

اور حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے تہذیب التہذیب جلد۲ میں حضرت حارث کی حدیث کے معتبر ہونے پر متعدد محدثین کے حوالے نقل فرمائے ہیں۔

اور قواعد فی علوم الحدیث میں ہے:

قال في التدريب الراوي: (تنبيه) الحسن ايضاً على مراتب كالصحيح. قال الذهبي: فأعلى مرتبته: بهز بن حكيم عن ابيه عن جده وعمرو بن شعيب عن ابيه عن جده، وابن اسحق عن التيمي، وأمثال ذالک مماقيل: انه صحيح، وهو أدنى مراتب الصحيح، ثم بعد ذالک مااختلف في تحسينه وتضعيفه، كحديث الحارث بن عبد الله وعاصم بن ضمرة، وحجاج بن ارطاة، ونحوهم (صفحه ۷۲، ۷۳)

لہٰذا حضرت حارث کی حدیث حسن صحیح درجے کی ہے، اور اس پر اعتراض تعصّب وناواقفیت پر مبنی ہے۔

عَنِ الْحَسَنِ وَقَتَادَةَ قَالَا اِذَاسَجَدَتِ الْمَرْأَةُ فَاِنَّهَا تَنْضَمُّ مَااسْتَطَاعَتْ وَلَا تُجَافِيْ لِكَيْلَا تَرْفَعَ عَجِيْزَتُهَا (مصنف عبدالرزاق جلد۳صفحہ۱۳۷،حدیث نمبر۵۰۶۸،کتاب الصلاۃ، باب تکبیر المرأۃ بیدیها وقیام المرأۃ و رکوعها وسجودها)

ترجمہ: فقہائے حدیث حضرت حسن بصری (المتوفی ۱۱۰ھ) اور حضرت قتادہ (المتوفی ۱۱۸ھ) نے فرمایا کہ جب عورت سجدہ کرے گی تو ممکنہ حد تک جسم (باہم اور زمین کے ساتھ) ملا کر رکھے گی اور اپنے اعضاء کو کُھلا کُھلا اور جُدا جُدا نہیں رکھے گی تا کہ اس کے سُرین اوپر نہ اُٹھے رہ جائیں (ترجمہ ختم)

فائدہ: ظاہر ہے کہ سجدہ کی حالت میں مردوں کے سُرین اپنے اعضاء کو سجدہ میں کشادہ رکھنے کی وجہ سے اوپر کو اُٹھے ہوئے ہوتے ہیں اور عورتوں کو اس کے برخلاف سُکڑ کر اور اپنے اعضاء باہم اور زمین کے ساتھ ملانے کا حکم ہے، جس کے نتیجے میں سرین کا اوپر اُٹھا ہوا نہ ہونا واضح ہے؛ اس کی وجہ بھی وہی اُصول ہے کہ عورت کے جسم کا زیادہ سے زیادہ پردہ ملحوظ رہے۔

پندرہویں روایت:

(۱۵)...... محدث ابنِ مبارک (المتوفی ۱۸۱ھ) حضرت ہشام (المتوفی ۱۴۶ھ) سے اور وہ مشہور تابعی اور کئی صحابۂ کرام کے شاگرد حضرت حسن بصری (المتوفی ۱۱۰ھ) سے روایت کرتے ہیں:

قَالَ اَلْمَرْأَةُ تَضْطَمُّ فِي السُّجُوْدِ (مصنف ابنِ ابی شیبۃ ،حدیث نمبر ۲۷۹۷، کتاب الصلاۃ، باب المرأۃ کیف تکون فی سجودها ؟)

ترجمہ: حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ عورت سجدے میں اپنے آپ کو خوب ملا کر اور چِپکا کر رکھے گی (ترجمہ ختم)

فائدہ: علامہ ابنِ حجر مکی رحمہ اللہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ جلیلُ القدر تابعی ہیں اور انہوں نے صحابۂ کرام کی بڑی جماعت کو پایا ہے، عموماً ان کے اقوال کی بنیاد کوئی نہ کوئی حدیث یا صحابہ کا قول و فعل ہوتا ہے۔

قَالَ اِبْنُ حَجَرِالْمَكِّيِّ :وَالْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ تَابِعِيٌّ جَلِيْلٌ اِجْتَمَعَ بِجَمْعٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ فَلَا يَقُوْلُ ذٰلِكَ اِلَّاعَنْ تَوْقِيْفٍ (ردالمحتار جلد۲ ،فصل فی الاحرام وصفة المفرد)

سولھویں روایت:

(۱۶)......صحابۂ کرام کے شاگرد اور مشہور تابعی حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ (المتوفی ۹۵ھ) سے مروی ہے:

اِذَاسَجَدَتِ الْمَرْأَۃُ فَلْتَزِقْ بَطْنَهَابِفَخِذَيْهَاوَلَاتَرْفَعُ عَجِيْزَتَهَا وَلَاتُجَافِيُ كَمَايُجَافِيُ الرَّجُلُ (مصنف ابنِ ابی شیبة ،حدیث نمبر ۲۷۹۸ ،کتاب الصلاة، باب المرأة كيف تكون فی سجودها ؟سنن البیهقی جلد ۲ صفحه ۲۲۲)

ترجمہ: عورت جب سجدہ کرے تو اپنا پیٹ اپنی رانوں سے چپکالے اور اپنے سرین کو اوپر نہ اُٹھائے اور اعضاء کو اس طرح دُور (اور کشادہ) نہ رکھے جیسے مرد، دُور (اور کشادہ) رکھتا ہے (ترجمہ ختم)

سترہویں روایت:

(۱۷)......ایک اور مقام پر حضرت مغیرہ حضرت ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

اِذَا سَجَدَتِ الْمَرْأَۃُ فَلْتَضُمَّ فَخِذَيْهَا وَلْتَضَعْ بَطْنَهَا عَلَيْهِمَا (مصنف ابنِ ابی شیبة ، حدیث نمبر ۲۷۹۵، کتاب الصلاة، باب المرأة كيف تكون فی سجودها ؟)

ترجمہ: جب عورت سجدہ کرے تو اُسے اپنی رانوں کو ملالینا چاہیے، اور اپنے پیٹ کو اپنی رانوں پر رکھنا چاہیے (ترجمہ ختم)

اٹھارہویں روایت:

(۱۸)......حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے ہی مصنَّف عبدالرزاق میں مروی ہے:

كَانَتْ تُؤْمَرُ الْمَرْأَۃُ اَنْ تَضَعَ ذِرَاعَهَاوَبَطْنَهَاعَلٰى فَخِذَيْهَاوَلَا تَتَجَافٰى كَمَا يَتَجَافَى الرَّجُلُ لِكَيْ لَا تَرْفَعَ عَجِيْزَتُهَا (مصنف عبدالرزاق ،حدیث نمبر ۵۰۷۱، کتاب الصلاة، باب تكبير المرأة بيديها وقيام المرأة وركوعها وسجودها)

ترجمہ: عورت کو (صحابۂ کرام کے دور میں) یہ حکم دیا جاتا تھا کہ وہ اپنے ہاتھ اور اپنے پیٹ کو اپنی رانوں پر رکھے اور کشادہ نہ ہو جیسا کہ مرد کشادہ ہوتے ہیں تاکہ اس کے سرین اوپر نہ اُٹھیں (ترجمہ ختم)

حضرت ابراہیم نخعی کا یہ ارشاد حجت ہے؛ چنانچہ قواعد فی علوم الحدیث میں ہے:

قَوْلُ اِبْرَاهِيْمِ النَّخَعِيِّ حُجَّةٌ عِنْدَنَا اِذَالَمْ يُخَالِفْ قَوْلَ الصَّحَابِيِّ فَمَافَوْقَهُ

(قواعدفی علوم الحدیث ،مقدمہ اعلاء السنن صفحہ ۱۳۲)

انیسویں روایت:

(۱۹)......اور سننِ کبریٰ بیہقی میں ہے کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَتِ الْمَرْأَةُ تُؤْمَرُ اِذَا سَجَدَتْ اَنْ تَلْزَقَ بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا كَيْ لَا تَرْتَفِعَ عَجِيْزَتُهَا وَلَا تُجَافِيْ كَمَا يُجَافِي الرَّجُلُ (السنن الکبریٰ للبیہقی ج۲ص ۲۲۲، کتاب الصلاۃ، باب ما یستحب للمرأۃ من ترک التجافی فی الرکوع والسجود)

ترجمہ: عورتوں کو یہ حکم دیا جاتا تھا کہ جب وہ سجدہ کریں تو اپنے پیٹ کو اپنی رانوں کے ساتھ ملالیں تاکہ اُن کے سرین بلند نہ ہوجائیں، اور وہ ایسے کشادہ نہ ہوں جیسے مرد کشادہ ہوتے ہیں (ترجمہ ختم)

ایک جلیل القدر تابعی کا یہ جملہ کہ:

''عورتوں کو یہ حکم دیا جاتا تھا'' الخ

بظاہر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے زمانے کی طرف منسوب ہے۔

اور مطلب یہ ہے کہ عورتوں کو یہ حکم صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں دیا جاتا تھا۔ [۱]

بیسویں روایت:

(۲۰)......اسی طرح صحابۂ کرام کے دوسرے مشہور شاگرد اور تابعی حضرت مجاہد سے مروی ہے:

عَنْ مُجَاهِدٍ اَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ اَنْ يَّضَعَ الرَّجُلُ بَطْنَهُ عَلٰى فَخِذَيْهِ اِذَاسَجَدَكَمَاتَضَعُ الْمَرْأَةُ (مصنف ابنِ ابی شیبۃ ، حدیث نمبر ۲۷۹۶، کتاب الصلاۃ، باب المرأۃ کیف تکون فی سجودھا ؟)

---

[۱] اذا قال التابعی کانوا یفعلون کذا وکانوا یقولون کذا، ولایرون بذالک بأسا فالظاھر اضافتۂ الی الصحابۃ الا ان یقوم دلیل علی غیر ذالک وھذا ظاھر بالتتبع (قواعد فی علوم الحدیث صفحہ ۱۲۸)

ترجمہ: حضرت مجاہد اس بات کو مکروہ جانتے تھے کہ مرد جب سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کورانوں پر رکھے جیسا کہ عورت رکھتی ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: ایسے جلیلُ القدر تابعین کا کسی چیز کو مرد کے حق میں مکروہ سمجھنا اور عورت کے حق میں مکروہ نہ سمجھنا، حدیث یا صحابہٴ کرام کی تعلیم ہی کی بنیاد پر ہوسکتا ہے۔

اکیسویں روایت:

(۲۱)...... یزید بن حبیب، بکیر بن عبداللہ بن اشج سے روایت کرتے ہیں کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ صَلَاةِ الْمَرْأَةِ فَقَالَ تَجْتَمِعُ وَتَحْتَفِزُ (مصنف ابنِ ابی شیبة، حدیث نمبر ۲۷۹۴، کتاب الصلاۃ، باب المرأة كيف تكون فی سجودها ؟) [۱]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے عورت کی نماز کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ لپٹ کر (یعنی سب اعضاء کو ملا کر) اور خوب سمٹ کر نماز پڑھے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اَفقَهُ الصَّحابة حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں عورت کو (مَردوں کے برعکس) اکٹھی ہونے اور سمٹنے کا حکم پردے کی رعایت ہی کی وجہ سے ہے، اور اس اُصول کی رعایت عورت کے لیے نماز کی تمام حالتوں یعنی قیام، رکوع، سجدے اور قعدے میں مطلوب ہے۔

اور نماز کی ان تمام حالتوں میں فرق سے متعلق متعدد احادیث اور صحابہ وتابعین کے آثار ذکر کیے جاچکے ہیں۔

مذکورہ بالا احادیث اور مشہور صحابہٴ کرام رضی اللہ عنہم اور جلیلُ القدر تابعین کے آثار سے عورتوں کی نماز کے طریقے وہیئت کا کئی چیزوں میں مَردوں کی نماز سے واضح طور پر مختلف ہونا ثابت ہوا۔

صحابہ وتابعین کے آثار واقوال کا درجہ

یہاں یہ بات ملحوظ رہنی چاہیے کہ اہلُ السنۃ والجماعۃ کے نزدیک صحابہٴ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال بھی حجت اور دلیل ہیں بلکہ صحابہٴ کرام اور خلیفہٴ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مذکورہ نوعیت کے

---

[۱] احتفاز کے معنیٰ لپٹنے اور سمٹنے کے آتے ہیں، چنانچہ مشہور لغت المغرب میں ہے:
فی الحدیث (اذا صلت المرأة فلتحتفز) ای فلتتضام کتضام المحتفز وهو المستوفز افتعال من حفزه اذا حركه وازعجهٗ (المغرب ماده ،الحاء مع الفاء)

ارشادات مرفوع حدیث اور سنت کا درجہ رکھتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا:

میری امت کو بھی وہی حالات پیش آئیں گے جو بنی اسرائیل کو پیش آئے، جس طرح کی بداعمالیوں میں وہ مبتلا ہوئے میری امت کے لوگ بھی مبتلا ہوں گے، بنی اسرائیل بہتَّر (۷۲) فرقوں میں بٹ گئے تھے، میری امت کے تہتَّر (۷۳) فرقے ہوجائیں گے جن میں سے ایک فرقہ کے علاوہ سب دوزخ میں جائیں گے، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ وہ دوزخ سے نجات پانے والا فرقہ کونسا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا **مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ** یعنی وہ جماعت جو میرے طریقہ پر اور میرے صحابہ کے طریقہ پر چلے گی وہ نجات پائے گی (ترمذی، ابوداؤد)

اور حضرت عبداللہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

جو شخص اقتداء و پیروی کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی اقتداء و پیروی کرے، کیونکہ یہ حضرات ساری امت میں سب سے زیادہ اپنے دلوں کے اعتبار سے پاک اور علم کے اعتبار سے گہرے اور تکلف اور بناوٹ سے الگ اور عادات کے اعتبار سے معتدل اور میانہ رو اور حالات کے اعتبار سے بہتر ہیں؛ یہ وہ قوم ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور دین کی اقامت کے لیے پسند فرمایا ہے، لہٰذا تم ان کی قدر و منزلت کو پہچانو اور ان کے آثار کا اتباع کرو کیونکہ یہی لوگ ہدایتِ مستقیم پر ہیں (المدخل لابن الحاج جلد ا فصل فی العالم وکیفیۃ نیتہ۔ اعلام الموقعین جلد ۲ فصل عقد مجلس مناظرۃ بین مقلد و بین صاحب حجۃ و مقامِ صحابہ صفحہ ۱۴۱)

اسی طرح جلیلُ القدر تابعین جنہوں نے صحابۂ کرام سے غیر معمولی استفادہ کیا مثلاً حضرت عطاء، حضرت ابراہیم نخعی، حضرت قتادہ، حضرت زہری، حضرت مجاہد اور حضرت حسن وغیرہ رحمہم اللہ کے اقوال بھی (جن کی روایات پہلے ذکر کی جاچکیں) حجت اور سند کا درجہ رکھتے ہیں، خصوصاً جبکہ وہ صحابۂ کرام اور اس سے بڑھ کر مرفوع احادیث کے مطابق ہوں۔ کیونکہ انہوں نے صحابۂ کرام کی

زندگی کو اپنایا اور ان سے دین کو سیکھا۔ [1]

اس سلسلہ میں اہلِ علم حضرات کے لیے چند حوالہ جات ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں:

وَالْحَاصِلُ اَنَّهُ اِذَاصَحَّ لَهُ قَوْلٌ عَنْ وَاحِدٍ مِنَ الْمَعْرُوْفِيْنَ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قُضِيَ بِهٖ وَقُدِّمَهُ عَلَى الْقِيَاسِ لِقَوْلِهٖ ﷺ "اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ بِأَيِّهِمْ اِقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ" (المبسوط للسرخسی جلد۸جزء ۱۶، کتاب ادب القاضی)

وَالْحَاصِلُ اَنَّ قَوْلَ الصَّحَابِيِّ حُجَّةٌ يَجِبُ تَقْلِيْدُهٗ عِنْدَنَااِذَالَمْ يُنْفِهٖ شَيْئٌ آخَرُمِنَ السُّنَّةِ (ردالمحتار جلد ۲، باب الجمعة، وفتح القدیر جلد ۲، باب صلاة الجمعة)

وَقَالَ الْخَطِيْبُ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِى الْمَوْقُوْفَاتِ عَلَى الصَّحَابَةِ جَعَلَهَا كَثِيْرٌ مِّنَ الْفُقَهَاءِ بِمَنْزِلَةِ الْمَرْفُوْعَاتِ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فِيْ لُزُوْمِ الْعَمَلِ بِهَا وَتَقْدِيْمِهَا عَلَى الْقِيَاسِ وَاِلْحَاقِهَابِالسُّنَنِ. انتھیٰ (مقدمة فتح الملهم، شرح صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۱۱۵)

قَوْلُ التَّابِعِيِّ الْكَبِيْرِ الَّذِيْ ظَهَرَ فَتْوَاهُ فِيْ زَمَنِ الصَّحَابَةِ حُجَّةٌ عِنْدَنَا كَالصَّحَابِيِّ (قواعد فی علوم الحدیث، مقدمه اعلاء السنن ص ۱۳۲)

اَلَّذِيْنَ اِتَّفَقَ اَهْلُ الْعِلْمِ عَلٰى اِمَامَتِهِمْ كَالزُّهْرِيِّ وَقَتَادَةَ وَعَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ وَاَمْثَالِهِمْ (ایضاً ص ۱۵۸)

وَمِمَّا يُحَقِّقُ ذَالِكَ اَنَّ التَّابِعِيْنَ اَخَذُوْا اَنْوَاعَ الْعُلُوْمِ الشَّرْعِيَّةِ مِنَ الْقِرَاءَةِ وَالتَّفْسِيْرِ وَالْحَدِيْثِ وَالْفِقْهِ مِنْ سَائِرِ الصَّحَابَةِ (تحفة الاحوذی لعبدالرحمٰن مبارک فوری، کتاب المناقب عن رسول الله ﷺ)

اَنَّ اِحْتِمَالَ الضَّعِيْفِ بِالْوَاسِطَةِ حَيْثُ كَانَ تَابِعِيًّا لَاسِيَّمَابِالْكِذْبِ بَعِيْدٌ جِدًّا، فَاِنَّهٗ ﷺ اَثْنٰى عَلٰى عَصْرِ التَّابِعِيْنَ وَشَهِدَلَهٗ بَعْدَ الصَّحَابَةِ بِالْخَيْرِيَّةِ كَمَا تَقَدَّمَ بِحَيْثُ اِسْتَدَلَّ بِذَالِكَ عَلٰى تَعْدِيْلِ اَهْلِ الْقُرُوْنِ الثَّلَاثَةِ وَاِنْ تَفَاوَتَتْ مَنَازِلُهُمْ بِالْفَضْلِ (فتحُ المغیث صفحہ ۵۶)

---

[1] حضرت ابنِ جریج اور حضرت عطاء کی روایات پہلے گزر چکی ہیں، جن کے ضمن میں حضرت ابنِ جریج و حضرت عطاء کے بارے میں مسند احمد کے حوالے سے اہلِ مکہ کا یہ قول ذکر کیا جا چکا ہے کہ:

"حضرت ابنِ جریج نے نماز حضرت عطاء سے سیکھی، اور حضرت عطاء نے حضرت ابنِ زبیر سے سیکھی ہے، اور حضرت ابنِ زبیر نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سیکھی ہے، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے سیکھی ہے" الخ

محدِّثین وفقہائے کرام سے مردوعورت کی نماز میں فرق کا ثبوت

فقہائے کرام اور بہت سے محدثینِ عظام نے مذکورہ اوراس جیسی دیگراحادیث وروایات اورصحابہ وتابعین کے آثار کی روشنی میں مرداورعورت کی نماز پڑھنے کے طریقے میں جہاں جہاں فرق ہے اُس کی وضاحت اور تفصیل بیان فرمادی ہے؛ لہٰذا اب مَردوں اورعورتوں کی نماز میں فرق سے متعلق بعض محدثین اورفقہائے کرام کے حوالے جات ملاحظہ فرمائیں:

محدِّث امام بیہقی رحمہ اللہ کا حوالہ:

(۱)...... محدث امام بیہقی رحمہ اللہ اپنی حدیث کی معروف ومشہور کتاب سننِ کبریٰ بیہقی میں تحریرفرماتے ہیں:

وَجِمَاعُ مَايُفَارِقُ الْمَرْءَ ةُ فِيهِ الرَّجُلَ مِنْ اَحْكَامِ الصَّلاَةِ رَاجِعٌ اِلَى السَّتْرِوَهُوَاَنَّهَامَامُوْرَةٌ بِكُلِّ مَاكَانَ اَسْتَرَلَهَاوَالْاَبْوَابُ الَّتِیْ تَلِیْ هٰذِهٖ تَكْشِفُ عَنْ مَعْنَاهُ (السنن الكبرىٰ للبيهقى ، تحت حديث رقم ۳۳۲۱، كتاب الصلاة،باب من ذكر صلاة وهو فى أخرى)

ترجمہ: نماز کے وہ تمام احکام جن میں مردوعورت کے درمیان فرق ہے وہ پردے کے اُصول پر مبنی ہیں،عورت کوحکم ہے ان تمام چیزوں کے لحاظ کرنے کا جواس کے لیے زیادہ سے زیادہ پردے کا باعث ہوں اورجواَبواب آگے آرہے ہیں وہ اس مقصد کو واضح کریں گے (ترجمہ ختم)

امام بیہقی رحمہ اللہ کا ایک اورحوالہ:

(۲)...... امام بیہقی رحمہ اللہ اپنی مذکورہ کتاب میں ہی آگے درجِ ذیل عنوان قائم فرماتے ہیں:

بَابُ مَايَسْتَحِبُّ لِلْمَرْءَةِ مِنْ تَرْكِ التَّجَفِیْ فِی الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ (السنن الكبرىٰ للبيهقى جلد۲ صفحه۲۲۲، كتاب الصلاة)

ترجمہ: یہ باب اس بارے میں ہے کہ عورت کے لیے رکوع اور سجدے میں اعضاء کوفراخ اور کشادہ نہ رکھنا مستحب ہے (ترجمہ ختم)

محدِّث امام عبدالرزاق رحمہ اللہ کا حوالہ:

(۳)......محدثِ کبیر امام عبدالرزاق رحمہ اللہ اپنی کتاب ''المصنف'' میں درجِ ذیل عنوان قائم فرماتے ہیں:

بَابُ تَكْبِيرِ الْمَرْأَةِ بِيَدَيْهَا وَقِيَامِ الْمَرْأَةِ وَرُكُوعِهَا وَسُجُودِهَا (مصنف عبدالرزاق جلد۳صفحہ۱۳۷،کتاب الصلاۃ)

ترجمہ: یہ باب ہے عورت کے اپنے دونوں ہاتھوں سے تکبیرِ تحریمہ کے اشارہ کرنے کا اور عورت کے قیام اور اس کے رکوع اور اس کے سجدے کا (ترجمہ ختم)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ کا ایک اور حوالہ:

(۴)......اور امام عبدُالرزاق نے ہی اپنی مذکورہ حدیث کی کتاب میں ایک عنوان درجِ ذیل قائم فرمایا ہے:

بَابُ جُلُوسِ الْمَرْأَةِ (مصنف عبدالرزاق جلد۳صفحہ۱۳۷،کتاب الصلاۃ)

ترجمہ: یہ باب ہے عورت کے نماز میں بیٹھنے کا (ترجمہ ختم)

محدِّث امام ابنِ ابی شیبہ رحمہ اللہ کا حوالہ:

(۵)......محدث ابنِ ابی شیبہ رحمہ اللہ (المتوفی ۲۳۵ھ) اپنی حدیث کی کتاب مصنَّف میں درجِ ذیل باب قائم فرماتے ہیں:

اَلْمَرْأَةُ كَيْفَ تَكُونُ فِي سُجُودِهَا (مصنف ابنِ ابی شیبہ،کتاب الصلاۃ)

ترجمہ: عورت کس طرح سجدہ کرے گی (ترجمہ ختم)

محدِّث وفقیہ امام محمد رحمہ اللہ کا حوالہ:

(۶)......امام محمد رحمہ اللہ ''کتابُ الآ ثار'' میں درجِ ذیل عنوان قائم فرماتے ہیں:

كَيْفَ تَجْلِسُ فِي الصَّلاَةِ (كتاب الآثار لمحمد ابن الحسن صفحه ۴۴)

ترجمہ: عورت نماز میں کس طرح بیٹھے گی (ترجمہ ختم)

امام محمد رحمہ اللہ کا ایک اور حوالہ:

(۷)......امام محمد رحمہ اللہ (المتوفی ۱۸۷ھ) اپنی مذکورہ کتاب میں ہی فرماتے ہیں:

أَحَبُّ اِلَيْنَا اَنْ تَجْمَعَ رِجْلَيْهَا فِيْ جَانِبٍ وَلَاتَنْتَصِبَ أِنْتِصَابَ الرَّجُلِ (كتاب الآثار لمحمد ابن الحسن صفحه ۴۴)

ترجمہ: ہمارے نزدیک یہ بات زیادہ پسندیدہ ہے کہ عورت اپنے پاؤں ایک طرف نکال کر جمع کرلے اور مرد کی طرح اُٹھا کر اور کھڑے کر کے نہ رکھے (ترجمہ ختم)

صحیح مسلم کے شارح محدِّث امام نووی رحمہ اللہ کا حوالہ:

(۸)......صحیح مسلم کے شارح اور مشہور محدّث امام نووی رحمہ اللہ (المتوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

وَيَسُنُّ لِلرَّجُلِ اَنْ يُجَافِيَ مِرْفَقَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ وَيَسُنُّ لِلْمَرْأَةِ ضَمُّ بَعْضِهَا اِلٰى بَعْضٍ وَتَرْكُ الْمُجَافَاةِ (شرح المهذب، جلد۳، صفحه ۴۰۴ صفة الركوع)

ترجمہ: مرد کے لیے سنت یہ ہے کہ وہ اپنی کہنیوں کو اپنے پہلوؤں سے جُدا رکھے اور عورت کے لیے ان اعضاء کا ایک دوسرے کے ساتھ ملانا اور اعضاء کو کشادہ اور جدا نہ رکھنا سنت ہے (ترجمہ ختم)

امام نووی رحمہ اللہ کا ایک اور حوالہ:

(۹)......ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

قَالَ الشَّافِعِيُّ وَالْاَصْحَابُ يَسُنُّ اَنْ يُّجَافِيَ مِرْفَقَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ وَيَرْفَعَ بَطْنَهٗ عَنْ فَخِذَيْهِ وَتَضُمَّ الْمَرْأَةُ بَعْضَهَا اِلٰى بَعْضٍ (شرح المهذب جلد۳، وضع اليدين والركبتين والقدمين فى السجود)

ترجمہ: امام شافعی اور ان کے اصحاب فرماتے ہیں؛ مرد کے لیے سنت ہے کہ وہ اپنی کہنیوں کو اپنے پہلوؤں سے جُدا رکھے اور اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے اُٹھا کر رکھے اور

عورت ان اعضاء کو باہم ملا کر رکھے (ترجمہ ختم)

محدِّث علامہ جلالُ الدین سیوطی رحمہ اللہ کا حوالہ:

(۱۰)......مشہور محدث علامہ جلالُ الدین سیوطی رحمہ اللہ (المتوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

وَتَضُمُّ بَعْضَهَا اِلیٰ بَعْضٍ فِیْ الرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ (الأشباہ والنظائر، القول فی احکام الانثیٰ وماتخالف فیہ الذکر)

ترجمہ: اور عورت رکوع اور سجدے میں اپنے اعضاء کو باہم ملا کر رکھے (ترجمہ ختم)

شیخ الاسلام علامہ ابنِ دقیقُ العید رحمہ اللہ کا حوالہ:

(۱۱)......محدث، شیخ الاسلام علامہ تقیُ الدین ابنِ دقیقُ العید رحمہ اللہ (المتوفی ۷۰۲ھ) فرماتے ہیں:

قَالُوْا الْمَرْأَۃُ تَضُمُّ بَعْضَهَا اِلیٰ بَعْضٍ لِاَنَّ الْمَقْصُوْدَ مِنْهَا التَّصَوُّنُ وَالتَّجَمُّعُ وَالتَّسَتُّرُ وَتِلْکَ الْحَالَۃُ اَقْرَبُ اِلیٰ هٰذَا الْمَقْصُوْدِ (احکام الاحکام جلد ۱، تجافی الیدین عن الجنبین فی السجود)

ترجمہ: فقہاء وعلماء کا قول ہے کہ عورت اپنے اعضاء کو باہم ملا کر رکھے؛ اس لیے کہ شریعت کی طرف سے اس کے حق میں مقصود یہ ہے کہ اس کی ہر طرح کے فتنے سے حفاظت رہے اور سمٹ کر نماز پڑھے اور پردے کا اہتمام کرے اور اعضاء باہم ملا کر رکھنے کی حالت اس پردہ اور فتنہ سے حفاظت کے مقصود کے زیادہ قریب ہے (ترجمہ ختم)

علاَّمہ شمسُ الائمہ سرخسی رحمہ اللہ کا حوالہ:

(۱۲)......علامہ شمسُ الائمہ سرخسی رحمہ اللہ (المتوفی ۴۸۳ھ) فرماتے ہیں:

فَاَمَّا الْمَرْأَۃُ فَتَحْتَفِزُ وَتَنْضَمُّ وَتَلْصَقُ بَطْنَهَا بِفَخِذَیْهَا وَعَضُدَیْهَا بِجَنْبَیْهَا هٰکَذَا عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْهُ فِیْ بَیَانِ السُّنَّۃِ فِیْ سُجُوْدِ النِّسَاءِ وَلِاَنَّ مَبْنٰی حَالِهَا عَلَی السَّتْرِ فَمَا یَکُوْنُ اَسْتَرَلَهَا فَهُوَ اَوْلیٰ لِقَوْلِهٖ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْمَرْأَۃُ عَوْرَۃٌ مَسْتُوْرَۃٌ (المبسوط، ج ۱، کتاب الصلاۃ کیفیۃ الدخول فی الصلاۃ)

ترجمہ: جہاں تک عورت کا معاملہ ہے تو وہ سمٹ کر اور اپنے اعضاء کو باہم اور زمین کے ساتھ ملا کر سجدہ کرے گی؛ اور اپنے پیٹ کو اپنی رانوں کے ساتھ ملائے گی؛ اور اپنے پہلوؤں کو ملا کر رکھے گی، اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عورتوں کے متعلق مسنون سجدہ کا طریقہ منقول ہے، اور ایک وجہ یہ ہے کہ عورت کی حالت کا دارومدار پردہ پر ہے؛ لہٰذا جس حالت میں عورت کے لئے زیادہ ستر اور پردہ ہوگا؛ وہ حالت اس کے لئے زیادہ بہتر ہوگی (اور جو طریقہ بیان ہوا، اُس میں زیادہ سے زیادہ پردے کی رعایت ہے) حضور ﷺ کا عورت کے بارے میں فرمان ہے کہ وہ ستر اور پردہ کی چیز ہے (ترجمہ ختم)

شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ کا ایک اور حوالہ:

(۱۳)......دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

فَاَمَّا الْمَرْءَ ةُ فَيَنْبَغِيْ لَهَا اَنْ تَقْعُدَ مُتَوَرِّكَةً .... وَلِاَنَّ هٰذَا اَقْرَبُ اِلَى السَّتْرِ فِيْ حَقِّهِنَّ (المبسوط للسرخسی جلد ۱، کتاب الصلاۃ، کیفیۃ الدخول فی الصلاۃ)

ترجمہ: جہاں تک عورت کا معاملہ ہے تو اس کے لیے مناسب یہی ہے کہ وہ اپنے دونوں پاؤں ایک طرف نکال کر بیٹھے............ اور یہ طریقہ عورتوں کے حق میں زیادہ پردے کا باعث ہے (ترجمہ ختم)

علّامہ سرخسی رحمہ اللہ ہی کا ایک اور حوالہ:

(۱۴)......ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

وَتَقْعُدُ الْمَرْأَةُ فِيْ صَلَاتِهَا كَاَسْتَرِ مَا يَكُوْنُ لَهَا لِمَا رَوَيْنَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِتِلْكَ الْمَرْأَةِ ضُمِّيْ بَعْضَ اللَّحْمِ اِلَى الْاَرْضِ وَلِاَنَّ مَبْنٰى حَالِهَا عَلَى التَّسَتُّرِ فِيْ خُرُوْجِهَا فَكَذَالِكَ فِيْ صَلَاتِهَا يَنْبَغِيْ اَنْ تَسَتَّرَ بِقَدْرِ مَا تَقْدِرُ عَلَيْهِ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ مَسْتُوْرَةٌ

(المبسوط للسرخسی جلد ۱، کتاب الصلاۃ، باب الحدث فی الصلاۃ)

ترجمہ: اورعورت نماز میں ایسے طریقے پر بیٹھے گی جس میں اس کے لئے پردے کی زیادہ رعایت ہو، کیونکہ نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے عورت کے بارے میں فرمایا تھا کہ اپنے جسم کے بعض حصے کو زمین کے ساتھ ملالو، اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ عورت کے باہر نکلنے کی صورت میں اُس کی حالت کا مدار پردے پر رکھا گیا ہے، لہٰذا نماز میں بھی اس اصول کی رعایت کی جائے گی، اور یہی بات زیادہ مناسب ہوگی کہ وہ جتنی پردے کی رعایت کرسکتی ہو اتنی رعایت کرے، نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت پردے اور چھپانے کی چیز ہے (ترجمہ ختم)

محدثُ العصر علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ کا حوالہ:

(۱۵)...... محدثُ العصر علامہ ظفر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَدَلَالَةُ الْاَحَادِيْثِ الْمَذْكُوْرَةِ عَلٰى هَيْئَةِ جُلُوْسِ الْمَرْأَةِ ظَاهِرَةٌ، وَالْبَعْضُ مِنْهَا وَاِنْ كَانَ ضَعِيْفًا، كَحَدِيْثٍ رَوَاهُ ابْنُ عَدِيٍّ فِي الْكَامِلِ وَلٰكِنَّ الْبَعْضَ يَتَقَوّٰى بِالْبَعْضِ، فَالْمَسْأَلَةُ ثَابِتَةٌ بِالْحَدِيْثِ الْمَرْفُوْعِ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ، وَالْقِيَاسُ اَيْضًا يَقْتَضِيْ مُخَالَفَةَ هَيْئَةِ الْمَرْأَةِ فِيْ جُلُوْسِهَا وَسُجُوْدِهَا عَنْ هَيْئَةِ الرِّجَالِ، لِكَوْنِ مَبْنٰى أَحْوَالِهِنَّ عَلَى التَّسَتُّرِ، وَالْاَحَادِيْثُ الْمَذْكُوْرَةُ مُؤَيِّدَةٌ لَّهٗ (اعلاء السنن ج۳ ص ۳۲)

ترجمہ: اور مذکورہ احادیث سے عورت کی نماز میں بیٹھنے کی ہیئت (حالت) پر دلالت بالکل واضح ہے اور اس سلسلے کی بعض احادیث اگرچہ سند کے لحاظ سے ضعیف ہیں مثلاً وہ حدیث جسے ابنِ عدی نے کامل میں روایت کیا، مگر چونکہ بعض احادیث کی بعض سے تقویت ہوتی ہے اس لئے عورت اور مرد کی نماز کی ہیئت کے فرق کا یہ مسئلہ الحمد للہ مرفوع حدیث سے ثابت ہوا۔

اور قیاس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ عورت کے بیٹھنے اور سجدہ کرنے کی ہیئت مَردوں کی

ہیئت سے مختلف ہونی چاہئے۔ کیونکہ عورتوں کے احوال کی بنیاد پردے پر رکھی گئی ہے اور مذکورہ احادیث سے اس بنیادی اصول کی تائید ہوتی ہے (ترجمہ ختم)

فقہی انسائیکلوپیڈیا ''الموسوعةُ الفقهية الكويتية'' کا حوالہ:

(۱۲)......عظیم فقہی انسائیکلوپیڈیا ''الموسوعةُ الفقهية الكويتية'' میں ہے:

اِلَّا اَنَّ الْمَرْأَةَ تَخْتَصُّ بِبَعْضِ الْهَيْئَاتِ فِي الصَّلٰوةِ وَذَالِکَ كَمَا يَأْتِيْ: وَيُسْتَحَبُّ اَنْ تَجْمَعَ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَافِي الرُّكُوْعِ فَتَضُمُّ مِرْفَقَيْهَا اِلَى الْجَنْبَيْنِ وَلَا تُجَافِيْهِمَا وَتَنْحَنِيْ قَلِيْلاً فِيْ رُكُوْعِهَا وَلَا تَعْتَمِدُ وَلَا تُفَرِّجَ بَيْنَ اَصَابِعِهَا بَلْ تَضُمُّهَا وَتَضَعُ يَدَيْهَا عَلٰى رُكْبَتَيْهَا وَتَحْنِيْ رُكْبَتَهَا وَتَلْصِقُ مِرْفَقَيْهَا بِرُكْبَتَيْهَا وَفِيْ سُجُوْدِهَا تَفْتَرِشُ ذِرَاعَيْهَا وَتَنْضَمُّ وَتَلْزِقُ بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا لِاَنَّ ذَالِکَ اَسْتَرُلَهَا فَلايَسُنُّ لَهَا التَّجَافِيْ كَالرِّجَالِ لِحَدِيْثِ زَيْدِ بْنِ حَبِيْبٍ..........وَلِاَنَّهَاعَوْرَةٌ فَالْاَلْيَقُ بِهَا الْاِنْضِمَامُ، كَذَالِکَ يَنْبَغِيْ لَهَا اَنْ تُكَثِّفَ جِلْبَابَهَا وَتُجَافِيْهِ رَاكِعَةً وَسَاجِدَةً لِئَلَّا تَصِفَهَا ثِيَابُهَا وَاَنْ تَخْفِضَ صَوْتَهَاوَتَجْلِسَ مُتَرَبِّعَةً لِاَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَأْمُرُالنِّسَاءَ اَنْ يَتَرَبَّعْنَ فِي الصَّلَاةِ اَوْ تَسْدُلَ رِجْلَيْهَا عَنْ يَمِيْنِهَا وَهُوَاَفْضَلُ مِنَ التَّرَبُّعِ لِاَنَّهُ غَالِبُ فِعْلِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُعَنْهَاوَاَشْبَهُ بِجَلْسَةِ الرَّجُلِ وَهُوَمَاقَالَهُ الْاِمَامُ الشَّافِعِيُّ وَالْاِمَامُ اَحْمَدُ'' (الموسوعة الفقهية؛الجزء السابع؛احكام الانوثة)

ترجمہ: ہاں اتنی بات ہے کہ عورت کی نماز کی بعض کیفیات مخصوص ہیں، اور وہ مندرجہ ذیل ہیں؛

مستحب یہ ہے کہ عورت رکوع کی حالت میں اپنے جسم کو سمیٹ کر اور ملا کر رکھے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنی کہنیوں کو اپنے پہلوؤں سے ملالے اور کہنیوں اور پہلوؤں کے درمیان فاصلہ نہ رکھے؛ اور رکوع میں تھوڑا جھکے (کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں)

ہاتھوں کوسہارا بنا کرجسم (اوپر کے دھڑ) کا بوجھ گھٹنوں پر نہ ڈالے ،اور نہ اپنی انگلیوں کوکشادہ اور کھلی کر کے رکھے، بلکہ ان کو ملا کر رکھے،اورصرف ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھ دے، گھٹنوں کو پکڑے نہیں،اوراپنے گھٹنوں میں کسی قدر خم رکھے، گھٹنے بالکل سیدھے نہ کھڑے رکھے،اوراپنی کہنیوں کورانوں کے ساتھ ملا کر رکھے،اورسجدے کی حالت میں اپنے ہاتھوں کو زمین پر بچھالے اور زمین کے ساتھ ملالے،اوراپنے پیٹ کو اپنی رانوں کے ساتھ ملالے، کیونکہ عورت کے لئے اس طریقہ میں زیادہ پردے کی رعایت ہے،لہٰذاعورت کومَردوں کی طرح اعضاء کے درمیان علیٰحدگی اورفراخی وکشادگی سنت نہیں ہے، حضرت زید بن حبیب کی حدیث کی وجہ سے......اوراس لئے کہ وہ عورت ہے اوراس کی شان کے مناسب یہی ہے کہ چمٹ کر اوراعضاء ملا کر نماز پڑھے، اسی طریقہ سےعورت کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ چادرموٹی رکھے اوررکوع اورسجدے کی حالت میں چادرکواپنے جسم سے تھوڑاالگ رکھے تاکہ اُس کے کپڑوں کانشیب وفرازنمایاں نہ ہو،اوراپنی آوازکوپست رکھے اورچوزانو بیٹھے اس لیے کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نماز میں خواتین کو چارزانوں بیٹھنے کاحکم فرماتے تھے یااپنے دونوں پاؤں دائیں طرف نکال دے اور یہ طریقہ چارزانوں بیٹھنے سے زیادہ فضیلت رکھتاہے ؛ کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اکثر نماز میں اسی طرح بیٹھا کرتی تھیں اور بیٹھنے کا یہ طریقہ (چوزانوں بیٹھنے کے مقابلے میں) مَردوں کے بیٹھنے کے طریقے کے زیادہ مشابہ ہے؛اور(امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ساتھ ساتھ) امام شافعی اورامام احمد رحمہما اللہ کا بھی یہی قول ہے(ترجمہ ختم)

علامہ ابنِ نجیم رحمہ اللہ کا حوالہ:

(۱۷)......البحرالرائق شرح کنزالدقائق میں ہے:

وَالْمَرْأَةُ تَنْخَفِضُ وَتَلْزَقُ بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا لِاَنَّهُ اَسْتَرُلَهَا،فَاِنَّهَاعَوْرَةٌ مَسْتُوْرَةٌ وَيَدُلُّ عَلَيْهِ مَارَوَاهُ اَبُوْدَاوُد فِيْ مَرَاسِيْلِهِ اَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

وَالسَّلاَمُ مَرَّ عَلٰی اِمْرَأَتَیْنِ تُصَلِّیَانِ فَقَالَ اِذَاسَجَدْ تُّمَافَضُمَّابَعْضَ اللَّحْمِ اِلَی الْاَرْضِ فَاِنَّ الْمَرْأَةَ لَیْسَتْ فِیْ ذَالِکَ کَالرَّجُلِ وَذَکَرَالشَّارِحُ اَنَّ الْمَرْأَةَ تُخَالِفُ الرَّجُلَ فِیْ عَشْرَةِ خِصَالٍ :تَرْفَعُ یَدَیْهَااِلٰی مَنْکَبَیْهَاوَتَضَعُ یَمِیْنَهَا عَلٰی شِمَالِهَاتَحْتَ ثَدْیَیْهَاوَلاَ تُجَافِیْ بَطْنَهَاعَنْ فَخِذَیْهَا،وَتَضَعُ یَدَیْهَاعَلٰی فَخِذَیْهَاتَبْلُغُ رُؤُوْسُ اَصَابِعِهَارُکْبَتَیْهَا،وَلاَ تَفْتَحُ اِبِطَیْهَافِی السُّجُوْدِ،وَتَجْلِسُ مُتَوَرِّکَةًفِی التَّشَهُّدِ،وَلاَ تُفَرِّجُ اَصَابِعَهَافِی الرُّکُوْعِ،وَلاَ تَؤُمُّ الرِّجَالَ ،وَتُکْرَهُ جَمَاعَتُهُنَّ وَیَقُوْمُ الْاِمَامُ وَسْطَهُنَّ اھ وَیُزَادُعَلَی الْعَشْرِ اَنَّهَالاَ تَنْصَبُ اَصَابِعَ الْقَدَمَیْنِ کَمَاذَکَرَهٗ فِیْ الْمُجْتَبٰی

(البحر الرائق جلد ۱، کتاب الصلاۃ ،باب صفۃ الصلاۃ،کذافی تبیین الحقائق ج ۱، کتاب الصلاۃ،فصل الشروع فی الصلاۃوبیان احرامها واحوالها)

ترجمہ: اورعورت اپنے آپ کو پست اور نیچا رکھے گی اوراپنے پیٹ کواپنی رانوں کے ساتھ چمٹا کررکھے گی اس لیے کہ عورت کے حق میں یہ زیادہ پردے کی بات ہے؛اورعورت پردے اورچھپانے کی چیز ہے،ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں روایت کیاہے کہ حضورﷺ دوعورتوں کے پاس سے گزرے جونماز پڑھ رہی تھیں،تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ جب تم سجدہ کروتواپنے جسم کے بعض حصوں کوزمین سے چمٹالو،اس لئے کہ اس سلسلہ میں عورت کاحکم مرد کی طرح نہیں ہے؛اورشارح نے ذکرکیاکہ عورت کی نماز کی حالت مرد سے (تقریباً) دس چیزوں میں مختلف ہے؛عورت تکبیرِتحریمہ کے لئے اپنے ہاتھ اپنے کاندھوں تک اٹھائے گی؛اوروہ اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ پررکھ کراپنی چھاتی کے نیچے باندھے گی؛اوراپنے پیٹ کواپنی رانوں سے الگ نہیں کرے گی؛اوررکوع کی حالت میں اپنے دونوں ہاتھ اپنی رانوں پراس طرح رکھے گی کہ اس کے ہاتھوں کی انگلیوں کے کنارے اس کے گھٹنوں تک پہنچ جائیں؛اوراپنی دونوں بغلوں کوسجدے کی حالت میں کشادہ نہیں کرے گی؛اورتشہد کی

حالت میں اپنے دونوں پاؤں ایک طرف نکال دے گی؛ اور رکوع کی حالت میں اپنی انگلیوں کو کشادہ کر کے نہیں رکھے گی؛ اور مردوں کی امامت نہیں کرائے گی؛ اور عورتوں کو اپنی جماعت کرنا بھی مکروہ ہے (اور اگر اس مکروہ کا ارتکاب کرتے ہوئے، عورتیں جماعت کریں) تو ان کی امام درمیان میں کھڑی ہوگی؛ اور دس کے علاوہ ایک یہ بھی ہے کہ وہ اپنے پیروں کی انگلیوں کو (سجدے، قعدے وغیرہ میں) کھڑا نہیں کرے گی جیسا کہ مجتبیٰ میں مذکور ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: ان تمام چیزوں کی بنیاد احادیث میں بیان کردہ وہی اصول ہے یعنی پردہ کی زیادہ سے زیادہ رعایت جو کہ جسم اور اعضاء کو باہم اور زمین کے ساتھ ملانے میں ہی ملحوظ ہے۔

محدث حضرت ملا علی قاری مکی رحمہ اللہ کا حوالہ:

(۱۸)......حضرت ملا علی قاری مکی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۰۱۴ھ) تحریر فرماتے ہیں:

وَالْمَرْأَةُ تَضَعُ عَلٰی صَدْرِهَا اِتِّفَاقًا،لِاَنَّ مَبْنٰی حَالِهَاعَلَی السَّتْرِ (شرحُ النقایة ج ۱ ص ۲۶۲)

ترجمہ: اور عورت سب کے نزدیک اپنے ہاتھ اپنے سینے پر رکھے گی، اس لئے کہ عورت کی حالت کا دارومدار پردے پر ہے (ترجمہ ختم)

علامہ عبدالحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ کا حوالہ:

(۱۹)......علامہ عبدالحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَاَمَّا فِی حَقِّ النِّسَاءِ فَاتَّفَقُوْا عَلٰی اَنَّ السُّنَّةَ لَهُنَّ وَضْعُ الْيَدَيْنِ عَلَی الصَّدْرِ لِاَنَّهٗ اَسْتَرُلَهَا كَمَا فِی الْبِنَايَةِ وَفِی الْمُنْيَةِ اَلْمَرْأَةُ تَضَعُهُمَا تَحْتَ ثَدْيَيْهَا

(السعایة، جلد ۲، صفحہ ۱۵۶)

ترجمہ: رہا عورتوں کے حق میں (ہاتھ باندھنے کا معاملہ) تو تمام فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ان کے لیے سنت سینے پر ہاتھ باندھنا ہے، کیونکہ عورتوں کے لیے یہ زیادہ پردے کا باعث ہے، جیسا کہ بِنایہ میں ہے؛ اور مُنْیہ میں ہے کہ عورت اپنے

دونوں ہاتھ اپنے پستانوں کے نیچے (متصل) رکھے گی (ترجمہ ختم)

شارحِ بخاری محدّث علامہ بدرُالدین عینی رحمہ اللہ کا حوالہ:

(۲۰)......علامہ بدرُالدین عینی رحمہ اللہ (المتوفیٰ ۸۵۵ھ) شرح بخاری میں فرماتے ہیں:

وَفِي الْوَضْعِ عَلَى الصَّدرِ تَشَبُّهٌ بِالنِّسَاءِ (عمدة القاری، کتاب الاذان، باب وضع الیمنی علی الیسری فی الصلاة)

ترجمہ: اور (مردوں کو) سینے پر ہاتھ باندھنا عورتوں کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: عورتوں کو سینے پر ہاتھ باندھنے کا حکم ہے، اور وہ سینے پر ہاتھ باندھتی ہیں اس لئے مردوں کو سینے پر ہاتھ باندھنا عورتوں کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے، لہٰذا مرد عورت دونوں کے ہاتھ باندھنے کے مقام میں فرق ہوا۔

محدث شیخ محمد ہاشم سندھی ٹھٹوی رحمہ اللہ کا حوالہ:

(۲۱)......محدث شیخ محمد ہاشم سندھی ٹھٹوی رحمہ اللہ (المتوفیٰ ۱۱۷۴ھ) اپنے رسالے ''معیارُ النقاد فی تمییز المغشوش عن الجیاد'' میں مدلّل ومفصّل بحث کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

اَلْجَمْعُ بِالنِّسْبَةِ اِلَيْنَا، وَذَالِکَ وَاقِعٌ مِنْ أَمَامِنَا الْأَعْظَمِ رَحِمَهُ اللّٰهُ حَيْثُ خَصَّ أَحَدَالْمَرْوِيَّيْنِ بِالرِّجَالِ لِمَافِيْهِ مِنْ زِيَادَةِ التَّوَاضُعِ وَالتَّعْظِيْمِ، وَثَانِيَهُمَا بِالنِّسَاءِ، وَهُوَمَاكَانَ أَسْتَرَفِيْ حَقِّهِنَّ، وَرَأىٰ أَنَّ رِعَايَةَ الْأَسْتَرِفِيْ حَقِّهِنَّ أَوْلٰى مِنْ رِعَايَةِ مَافِيْهِ زِيَادَةُ التَّعْظِيْمِ، وَهٰكَذَافَعَلَ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِيْ أَحَادِيْثٍ أُخَرَ، مِنْهَا رَفْعُ الْيَدَيْنِ، فَأَنَّهُ لَمَّااخْتَلَفَتِ الرِّوَايَاتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابِهِ فِيْ كَوْنِهِ أِلَى الْأُذُنَيْنِ وَالْكَتِفَيْنِ —خَصَّ الْأَسْتَرَمِنْهُمَا—وَهُوَالْأَخِيْرُ—بِالنِّسَاءِ، وَغَيْرَالْأَسْتَرِ — وَهُوَالْأَوَّلُ — بِالرِّجَالِ. وَمِنْهَاالْجُلُوْسُ فِي التَّشَهُّدِ، لَمَّااخْتَلَفَتِ الرِّوَايَاتُ فِيْهِ اِفْتِرَاشًا وَتَوَرُّكًا، خَصَّ الْأَسْتَرَمِنْهُمَا—وَهُوَالتَّوَرُّکُ—بِالنِّسَاءِ، وَغَيْرَالْأَسْتَرِ—

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

وَهُوَ الِافْتِرَاشُ– بِالرِّجَالِ .وَقَدْ قَدَّمْنَا عَنِ التَّحْرِيرِ وَشَرْحِهِ أَنَّهُ يَجُوْزُ لِلْمُجْتَهِدِ تَرْجِيْحُ أَحَدِ النَّصَّيْنِ الْمُتَعَارِضَيْنِ لِمُوَافَقَةٍ بِالْقِيَاسِ ،اِنْتَهٰى.

وَلاَ يَخْفٰى أَنَّ هٰذَا الْجَمْعَ جَمْعٌ مِنْ وَجْهٍ لِمَافِيْهِ مِنْ إِعْمَالِ النَّصَّيْنِ ، وَلاَ شَكَّ أَنَّ إِعْمَالَ النَّصَّيْنِ الْمُتَعَارِضَيْنِ بَعْدَ ثُبُوْتِهِمَا أَوْلٰى مِنْ إِهْمَالِ أَحَدِهِمَا بِالْكُلِّيَةِ ،وَتَرْجِيْحٌ بِالْقِيَاسِ مِنْ وَجْهٍ لِمَافِيْهِ مِنْ رِعَايَةِ مَافِيْهِ زِيَادَةُ التَّعْظِيْمِ فِيْ حَقِّ الرِّجَالِ ،وَمَافِيْهِ زِيَادَةُ السَّتْرِ فِيْ حَقِّ النِّسَاءِ ،وَالتَّرْجِيْحُ بِالْقِيَاسِ يَجُوْزُ لِلْمُجْتَهِدِ،وَفِيْهِ عَمَلٌ بِالْقَوْلَيْنِ ،أَعْنِيْ أَنَّ النَّصَّيْنِ إِذَا تَعَارَضَا فَالْجَمْعُ مُقَدَّمٌ عَلَى التَّرْجِيْحِ،أَوْعَكْسُهٗ.

فَظَهَرَ أَنَّ قَوْلَكُمْ :ثُمَّ مُقْتَضَى الْجَمْعِ أَنْ يَّكُوْنَ كُلٌّ مِنَ الْوَضْعِ تَحْتَ السُّرَّةِ وَعَلَى الصَّدْرِ سُنَّةُ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ ،مِنْ غَيْرِ تَخْصِيْصِ الْأَوَّلِ بِالْأَوَّلِ ،وَالثَّانِيْ بِالثَّانِيْ إِلٰى آخِرِهٖ –بَاطِلٌ بِمُقَدَّمَاتِهٖ بِأَسْرِهَا (درهم الصرة فی وضع الیدین تحت السرة صفحه ۱۱۱،۱۱۲؛مطبوعة :ادارة القرآن کراچی)

ترجمہ: دونوں قسم کی روایتوں میں جمع کرنا ہمارے نزدیک زیادہ بہتر ہے،اور جمع کرنے کا معاملہ ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف سے واقع ہے؛اس طور پر کہ آپ نے ایک طرح کی روایات مَردوں کے ساتھ خاص فرمائیں، کیونکہ ان میں تواضع اور تعظیم زیادہ پائی جاتی ہے،اوردوسری روایات عورتوں کے ساتھ خاص فرمائیں کیونکہ عورتوں کے حق میں اُن میں زیادہ پردے کی رعایت پائی جاتی ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے یہ دیکھا کہ عورتوں کے حق میں پردے کی رعایت کی اہمیت تعظیم کی زیادتی کی رعایت سے زیادہ ہے؛اورامام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے یہی طرزِ عمل دوسری احادیث میں بھی اختیار فرمایا؛ مثلاً تکبیر تحریمہ کے لیے ہاتھ اُٹھائے جانے والی احادیث جو کہ رسول اللہ ﷺ سے اوران کے صحابہ سے منقول ہیں ؛بعض میں کانوں تک ہاتھ اٹھانے کا ذکر موجود ہے اور بعض میں کاندھوں تک ؛ کاندھوں تک ہاتھ اٹھائے جانے والی روایات میں پردے کی رعایت زیادہ ہے اُن کو خواتین کے ساتھ

خاص فرمایا اور کانوں تک ہاتھ اُٹھائے جانے والی روایات کو مردوں کے ساتھ خاص فرمایا (اس طرح سب روایات پر عمل ہوگیا اور کوئی روایت بھی ضائع نہیں گئی) اور مثلاً تشہد کی حالت میں بیٹھنے کی روایات مختلف ہیں، بعض میں دونوں پاؤں ایک طرف نکال کر بیٹھنے کا ذکر ہے اور بعض میں ایک پاؤں کھڑے کرنے اور دوسرے کو بچھا کر اس پر بیٹھنے کا ذکر ہے۔

پہلی قسم کی روایات کو عورتوں کے ساتھ خاص فرمایا کیونکہ اس میں پردے کی زیادہ رعایت ہے اور دوسری قسم کی روایات کو مردوں کے ساتھ خاص فرمایا اور ہم یہ بات تحریر اور اُس کی شرح کے حوالے سے پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مجتہد کے لیے دو متعارض نصوں میں سے کسی ایک کو ترجیح دینا جو قیاس کے موافق ہو، جائز ہے۔

اور یہ بات مخفی نہ رہے کہ روایات میں یہ جمع وتطبیق (جو اوپر مذکور ہوا) ایک اعتبار سے تو تطبیق ہے لیکن ایک اعتبار سے ترجیح ہے، تطبیق تو اس طرح ہے کہ دونوں باہم متعارض روایات کو قابلِ عمل بنادیا اور اس سے اچھی کیا بات ہوسکتی ہے کہ باہم متعارض نصوص جو استنادی حیثیت سے پایہ ثبوت تک پہنچ چکی ہوں تو ان دونوں پر عمل کرلیا جائے، بجائے اس کے کہ ایک کو لے کر دوسری کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیا جائے، اور ترجیح اس طرح کہ جن روایات میں تعظیم وادب والی ہیئت ظاہر ہوتی تھی وہ تو مقرر کر دیں مردوں کے لیے اور جن روایات سے زیادہ ستر والی صورت وہیئت سامنے آتی تھی وہ مقرر کر دیں عورتوں کے لیے (کہ پہلی مَردوں کے ہی زیادہ مناسب تھیں اور دوسری عورتوں کے زیادہ مناسب تھیں تو قیاس ونظر سے ایک قسم کی روایات ایک صنف کے لیے مقرر کرنا اور دوسری چھوڑنا اسی کو ترجیح کہتے ہیں) اور قیاس کے ذریعہ سے ایسے طریقے پر ترجیح دینا کہ مَردوں کے حق میں جس صورت میں تعظیم کی زیادتی کی رعایت ہو اور عورتوں کے حق میں جس صورت میں پردے کی زیادتی کی رعایت ہو، مجتہد کے لیے جائز ہے؛ اس طرح بیک وقت ترجیح وتطبیق دونوں قولوں پر (یعنی تطبیق مقدم ہے ترجیح پر یا ترجیح مقدم ہے تطبیق

پر) عمل ہوگیا۔ [1]

پس اس تفصیل سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ یہ اعتراض کرنا سراسر غلط ہے کہ عورتوں اور مَردوں سب کے حق میں ناف سے نیچے اور سینے پر ہاتھ باندھنا سنت ہونا چاہیے اور ایک طریقے کو مَردوں کے ساتھ اور ایک طریقے کو عورتوں کے ساتھ خاص نہیں کرنا چاہیے (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس تفصیل کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ فقہائے احناف کی کوشش تو ممکنہ حد تک یہ ہوتی ہے کہ جب تک تطبیق اور جمع کی مناسب صورت ہو اُس وقت تک ثابت شدہ ہر قسم کی احادیث وروایات کو قابلِ عمل قرار دینا چاہیے اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے تعامل کی روشنی میں سنت عمل کا جائزہ لینا چاہیے؛ اس اعتبار سے احناف اہلُ السنۃ والجماعۃ ہونے کے ساتھ ساتھ **"اہلِ احادیث"** بھی قرار پائے۔

ہاں اگر تحقیق کے نتیجے میں کسی حدیث کا منسوخ وغیرہ ہونا معلوم ہوجائے تو الگ بات ہے۔

اس کے برخلاف موجودہ دور کے غیر مقلدین کا طرزِ عمل یہ ہے کہ وہ کوئی ایک قسم کی حدیث لے کر اُس کے علاوہ دوسری احادیث کو نظر انداز کردیتے ہیں؛ اس اعتبار سے موجودہ غیر مقلدین اہلُ السنۃ والجماعۃ اور اہلِ احادیث کے بجائے بزعمِ خویش بھی زیادہ سے زیادہ **"اہلِ حدیث"** قرار پائے۔

لہٰذا موجودہ دور کے غیر مقلدین کی طرف سے اہلُ السنۃ والجماعۃ اور خصوصاً احناف کو احادیث کا تارک یا احادیث کے مقابلے میں قیاس لینے والے یا دین میں مداخلت کنندہ قرار دینا حقیقت کے خلاف اور سراسر بہتان ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کا حوالہ:

(۲۲)......امام شافعی رحمہ اللہ (المتوفٰی ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

وَاُحِبُّ لِلْمَرْأَةِ فِي السُّجُوْدِ اَنْ تَضُمَّ بَعْضَهَا اِلٰی بَعْضٍ وَتُلْصِقَ

---

[1] واضح رہے کہ ہمارے فقہاء کے ہاں متعارض احادیث وروایات کا تعارض تین میں سے کسی ایک طریقہ سے دور کیا جاتا ہے جو کہ یہ ہیں: (۱) نسخ (۲) تطبیق (۳) ترجیح۔ پھر اس میں اختلاف ہے کہ ترجیح مقدم ہے تطبیق پر یا تطبیق مقدم ہے ترجیح پر، لطف کی بات یہ ہے کہ اوپر والی تقریر میں دونوں جمع ہوگئے۔ وللّٰہِ در الاحناف کثر اللہ سوادھم

بَطْنَهَا فَخِذَيْهَا وَتَسْجُدَ كَاَسْتَرِ مَايَكُوْنُ لَهَا وَهٰكَذَا اُحِبُّ لَهَا فِي الرُّكُوْعِ وَالْجُلُوْسِ وَجَمِيْعِ الصَّلاَةِ اَنْ تَكُوْنَ فِيْهَا كَاَسْتَرِ مَايَكُوْنُ لَهَا (کتاب الام جلد ۱، صفحہ ۱۱۵، باب التجافی فی السجود)

ترجمہ: اور میں عورت کے لیے سجدے کی حالت میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ وہ اپنے اعضاء کو باہم ملا کر رکھے اور اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے جوڑ کر رکھے اور ایسے طریقے پر سجدہ کرے جو اس کے لیے زیادہ سے زیادہ ستر وحجاب اور پردے والی حالت ہو اور اسی طرح میں عورت کے لیے رکوع اور قعدہ کی حالت میں اور پوری نماز میں یہی پسند کرتا ہوں کہ عورت زیادہ سے زیادہ باپردہ حالت کی رعایت رکھے اور اس پر عمل در آمد کرے (ترجمہ ختم)

امام شافعی رحمہ اللہ کا ہی ایک اور حوالہ:

(۲۳)......دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

لٰكِنْ اٰمُرُهَا بِالْاِسْتِتَارِ دُوْنَهٗ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ بِاَنْ تَضُمَّ بَعْضَهَا اِلٰى بَعْضٍ (کتاب الام جلد ۱، باب الذکر فی السجود)

ترجمہ: لیکن میں عورت کو مرد کے مقابلے میں رکوع اور سجدے کی حالت میں زیادہ سے زیادہ پردہ پوشی کا حکم دیتا ہوں، اس طرح سے کہ وہ اپنے اعضاء کو باہم ملا کر رکھے (ترجمہ ختم)

ابو یحیٰ زکریا انصاری شافعی کا حوالہ:

(۲۴)......اور ابو یحیٰ زکریا انصاری شافعی فرماتے ہیں:

(وَتَضُمُّ الْمَرْأَةُ ، وَالْخُنْثٰى) بَعْضَهُمَا إلٰى بَعْضٍ ؛ لِأَنَّـهُ أَسْتَرُ لَهَا وَأَحْوَطُ لَـهُ (اسنی المطالب، الرُّكْنُ الْخَامِسُ ، وَالسَّادِسُ الرُّكُوعُ وَطُمَأْنِينَتُهُ)

ترجمہ: اور عورت اور اسی طریقے سے خنثیٰ دونوں (رکوع میں) اپنے بعض حصے کو بعض کے ساتھ ملا کر رکھیں گے، کیونکہ اس میں زیادہ پردے کی رعایت اور احتیاط ملحوظ ہے (ترجمہ ختم)

نیز سجدے کی بحث میں فرماتے ہیں:

(وَتَضُمُّ الْمَرْأَةُ ، وَالْخُنْثٰى) بَعْضَهُمَا إِلٰى بَعْضٍ لِمَا مَرَّ فِي الرُّكُوعِ

(اسنى المطالب، الرُّكْنُ التَّاسِعُ ، وَالْعَاشِرُ السُّجُودُ)

ترجمہ: اور عورت اور اسی طریقے سے خنثیٰ دونوں (سجدے میں) اپنے بعض حصے کو بعض کے ساتھ ملا کر رکھیں گے، اور اس کی وجہ رکوع کی بحث میں گزر چکی ہے (ترجمہ ختم)

عبدالحمید شروانی شافعی کا حوالہ:

(۲۵)......اور عبدالحمید شروانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(وَتَضُمُّ الْمَرْأَةُ وَالْخُنْثٰى) بَعْضَهُمَا إِلٰى بَعْضٍ فِيْ رُكُوعِهِمَا وَسُجُوْدِهِمَا بِأَنْ يُّلْصِقَا بَطْنَهُمَا بِفَخِذَيْهِمَا لِأَنَّهُ أَسْتَرُ لَهَا وَأَحْوَطُ لَهُ وَفِي الْمَجْمُوْعِ عَنْ نَصِّ الْأُمِّ أَنَّ الْمَرْأَةَ تَضُمُّ فِيْ جَمِيعِ الصَّلَاةِ أَيْ الْمِرْفَقَيْنِ عَلَى الْجَنْبَيْنِ لِمَا تَقَدَّمَ وَالْخُنْثٰى مِثْلُهَا اهـ قَوْلُهُ (فِيْ جَمِيعِ الصَّلَاةِ) وَلَوْ فِيْ خَلْوَةٍ نِهَايَة (حواشى الشروانى على تحفة المحتاج بشرح المنهاج لعبد الحميد الشروانى، باب صفة الصلاة)

ترجمہ: اور عورت اور خنثیٰ اپنے بعض کو بعض کے ساتھ رکوع میں اور سجدے میں ملا کر رکھیں گے، اس طرح کہ اپنے پیٹ کو اپنی رانوں کے ساتھ جوڑ لیں گے، کیونکہ اس میں اُن کے لیے زیادہ پردہ اور زیادہ احتیاط ملحوظ ہے، اور مجموع میں کتاب الام سے وضاحت کی ہے کہ عورت پوری نماز میں ضم کرے گی، یعنی اپنی کہنیوں کو اپنے پہلوؤں پر ملا کر رکھیں گے، جیسا کہ پہلے گزرا، اور خنثیٰ کا حکم عورت کی طرح ہے، اور یہ حکم تمام نماز میں ہے، اگرچہ عورت تنہائی میں نماز پڑھ رہی ہو (ترجمہ ختم)

محمد بن ابنِ عباس شافعی کا حوالہ:

(۲۶)......اور شمس الدین محمد بن ابی العباس احمد بن حمزۃ ابن شہاب الدین الرملی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(وَتَضُمُّ الْمَرْأَةُ وَالْخُنْثٰى) وَلَوْ غَيْرَ بَالِغَيْنِ . فَيَضُمُّ كُلٌّ مِّنْهُمَا إِلٰى بَعْضٍ وَلَوْ فِيْ خَلْوَةٍ فِيْمَا يَظْهَرُ لِمَا فِيْ تَفْرِيْقِهِمَا بَعْضَهُ مِنَ التَّشَبُّهِ بِالرِّجَالِ

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

(نهاية المحتاج إلى شرح المنهاج، باب صفة اى كيفية الصلاة)

ترجمہ: اورعورت اور خنثیٰ اگرچہ بالغ نہ ہوں، اپنے بعض کو بعض کے ساتھ ملا کر رکھیں گے، اگر چہ تنہائی میں نماز پڑھ رہے ہوں، جیسا کہ ان دونوں کے بعض احکام کا مَردوں سے جدا ہونا معلوم ہوتا ہے، بوجہ مَردوں کے ساتھ مشابہت کے (ترجمہ ختم)

علامہ منصور بن یونس بہوتی حنبلی رحمہ اللہ کا حوالہ:

(۲۷)......علامہ منصور بن یونس بہوتی حنبلی رحمہ اللہ (المتوفیٰ ۱۰۵۱ھ) فرماتے ہیں:

لٰكِنْ تَجْمَعُ نَفْسَهَا فِيْ نَحْوِ رُكُوْعٍ وَسُجُوْدٍ فَلا يُسَنُّ لَهَا التَّجَافِيْ لِحَدِيْثِ زَيْدِ بْنِ حَبِيْبٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلٰى اِمْرَأَتَيْنِ تُصَلِّيَانِ فَقَالَ اِذَا سَجَدْتُّمَا فَضُمَّا بَعْضَ اللَّحْمِ اِلٰى بَعْضٍ فَاِنَّ الْمَرْأَةَ لَيْسَتْ فِيْ ذَالِكَ كَالرَّجُلِ رواه ابوداؤد فى مراسيله وَلِاَنَّهَا عَوْرَةٌ فَاَلْيَقُ بِهَا ا لِانْضِمَامُ وَتَجْلِسُ اِمْرَأَةٌ مُسْدِلَةً رِجْلَيْهَا عَنْ يَّمِيْنِهَا وَهُوَ اَفْضَلُ مِنْ تَرَبُّعِهَا لِاَنَّهَا غَالِبُ جُلُوْسِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَاَشْبَهُ بِجَلْسَةِ الرَّجُلِ وَاَبْلَغُ فِي الْاِكْمَالِ وَالضَّمِّ وَاَسْهَلُ عَلَيْهَا (دقائق اولى النهى شرح المنتهىٰ ج ا باب صفة الصلوٰة ومايكره فيهاوار كان وواجباتها وسننها ومايتعلق بها)

ترجمہ: لیکن عورت اپنے آپ کو رکوع اور سجدے وغیرہ میں سمیٹ کر رکھے؛ لہٰذا عورت کو اپنے اعضاء ایک دوسرے سے جُدا رکھنا سنت نہیں؛ حضرت زید بن حبیب کی اس حدیث کی وجہ سے کہ نبی ﷺ دو عورتوں کے قریب سے گزرے جو نماز پڑھ رہی تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا جب تم سجدہ کروتو اپنے جسم کے اعضاء کے گوشت کو دوسرے اعضاء کے گوشت کے ساتھ ملا کر رکھو۔ کیونکہ عورت اس سلسلے میں مرد کی طرح نہیں ہے؛ اس کو ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں روایت کیا ہے۔

اور یہ وجہ بھی ہے کہ وہ عورت ہے، اس کے لیے مناسب اپنے اعضاء کو ملانا ہی ہے، اورعورت اپنے دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کر اور زمین پر بچھا کر بیٹھے گی اور عورت

کے حق میں بیٹھنے کا یہ طریقہ چوزانوں بیٹھنے سے افضل ہے؛اس لیے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عموماً اسی طرح بیٹھا کرتی تھیں اور یہ طریقہ مردوں کے بیٹھنے کے طریقے سے بہت ملتا جلتا ہے اور اس طریقے سے قعدہ زیادہ کامل طریقے پر ادا ہوتا ہے اور حدیث میں جو اعضاء ملانے (لپٹنے سمٹنے) کا حکم ہے، اُس پر بھی اچھی طرح عمل ہو جاتا ہے اور اس میں عورت ذات کی سہولت اور آسانی بھی ہے (ترجمہ ختم)

علامہ ابنِ قدامہ حنبلی رحمہ اللہ کا حوالہ:

(۲۸)......علامہ ابنِ قدامہ حنبلی رحمہ اللہ (المتوفی ۶۲۰ھ) تحریر فرماتے ہیں:

اِلَّااَنَّ الْـمَرْأَةَ تَـجْـمَـعُ نَـفْسَـهَـا فِـي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَتَجْلِسُ مُتَرَبِّعَةً اَوْتَسْـدُلُ رِجْـلَيْهَـا فَتَجْعَلُهُمَا فِيْ جَانِبِ يَمِيْنِهَا اَلْاَصْلُ اَنْ يَّثْبُتَ فِيْ حَقِّ الْمَرْأَةِ مِنْ اَحْكَامِ الصَّلَاةِ مَايَثْبُتُ لِلرِّجَالِ لِاَنَّ الْخِطَابَ يَشْمَلُهَا غَيْرَ اَنَّهَا خَالَفَتْهُ فِيْ تَرْكِ التَّجَافِيْ لِاَنَّهَا عَوْرَةٌ فَاسْتُحِبَّ لَهَا جَمْعُ نَفْسِهَا لِيَكُوْنَ اَسْتَرَلَهَا فَاِنَّهُ لَايُؤْمَنُ اَنْ يَّبْدُوَ مِنْهَا شَيْءٌ حَالَ التَّجَافِيْ وَكَذَالِكَ فِي الْاِفْتِرَاشِ ،قَالَ اَحْمَدُ وَالسَّدْلُ اَعْجَبُ اِلَيَّ وَاخْتَارَهُ الْخَلَّالُ قَالَ عَلِيٌّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ اِذَاصَلَّتِ الْمَرْأَةُ فَلْتَحْتَفِزْ وَلْتَضُمَّ فَخِذَيْهَا (المغنی لابن قدامة ، الجزء الاول صفحه ۵۹۹و۶۰۰ ،باب صفة الصلاة :مكتبة؛دارالباز،مكة المكرمة)

ترجمہ: مگر فرق یہ ہے کہ عورت رکوع اور سجدے کی حالت میں اپنے آپ کو سمیٹ کر (اور جسم کے اعضاء ایک دوسرے کے ساتھ ملاکر) رکھے،اور عورت چوزانوں بیٹھے یا اپنے دونوں پاؤں کو دائیں جانب نکال دے۔ اصل بات یہ ہے کہ عورت کے حق میں نماز کے وہ تمام احکام ثابت ہیں جو مَردوں کے لیے ثابت ہیں،اس لیے کہ مَردوں کی طرح عورتوں کو بھی خطاب شامل ہے؛مگر عورت کے لیے اعضاء ایک دوسرے سے جُدا کرنے میں حکم مختلف ہے، کیونکہ وہ چھپانے اور پردے کی چیز ہے، اس لیے عورت کے لیے مستحب یہ ہے کہ اپنے آپ کو سمیٹ کر رکھے، تاکہ اس کے لیے

زیادہ سے زیادہ پردہ ہوجائے؛ کیونکہ اعضاء کُھلے کُھلے اور جدا جدا رکھنے میں اس بات کا اطمینان نہیں ہوسکتا کہ عورت کی پردے والی کوئی چیز ظاہر ہوجائے؛ اور یہی حکم اعضاء زمین پر بچھانے کا بھی ہے؛ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عورت کو اپنے اعضاء کا زمین پر بچھانا مجھے زیادہ پسند ہے؛ اور اسی کو حضرت خلّال نے بھی اختیار کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جب عورت نماز پڑھے تو خوب سمٹ کر نماز پڑھے اور اپنی رانوں کو ملا کر رکھے (ترجمہ ختم)

علی بن سلیمان حنبلی رحمہ اللہ کا حوالہ:

(۲۹)......علی بن سلیمان بن احمد المرداوی حنبلی رحمہ اللہ (المتوفیٰ ۸۸۵ھ) تحریر فرماتے ہیں:

اَنَّھَا تَجْمَعُ نَفْسَھَا فِی الرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَکَذَافِیْ بَقِیَّۃِ الصَّلَاۃِ بِلَا نِزَاعٍ

(الانصاف جلد ۲ ،باب صفة الصلاۃ)

ترجمہ: عورت رکوع اور سجدے اور اسی طرح نماز کی بقیہ تمام حالتوں میں بالاتفاق اپنے آپ کو جمع کرکے اور سُکیڑ کر رکھے گی (ترجمہ ختم)

علامہ ابنِ رجب حنبلی رحمہ اللہ کا حوالہ:

(۳۰)......علامہ ابنِ رجب رحمہ اللہ بخاری کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں:

وَقَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ: تَتَرَبَّعُ فِیْ جُلُوْسِھَا أَوْ تَسْدُلُ رِجْلَیْھَا عَنْ یَّمِیْنِھَا، وَالسَّدْلُ عِنْدَہٗ أَفْضَلُ. وَھُوَ قَوْلُ النَّخْعِیِّ وَالثَّوْرِیِّ وَاِسْحَاقَ؛ لِاَنَّہٗ أَشْبَہُ بِجِلْسَۃِ الرَّجُلِ، وَأَبْلَغُ فِی الْاِجْتِمَاعِ وَالضَّمِّ. وَحَمَلَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا فِعْلَ اُمِّ الدَّرْدَاءِ عَلٰی مِثْلِ ذَالِکَ (فتح الباری لابنِ رجب، کتاب الصلاۃ، باب سنة الجلوس فی التشھد، جزء ٦ صفحہ ٦٥)

ترجمہ: اور امام احمد فرماتے ہیں کہ عورت چوکڑی مار کر بیٹھے گی یا اپنے دونوں پاؤں کو ایک طرف نکال دے گی اور اُن کے نزدیک یہی افضل ہے، اور یہی امام نخعی، ثوری اور اسحاق کا قول ہے، کیونکہ یہ طریقہ مَردوں کی نشست کے زیادہ مشابہ ہے اور عورت کے

اکھٹا ہونے اور ملنے میں زیادہ مؤثر ہے، اور ہمارے بعض اصحاب نے اُمِّ درداء کے عمل کے اسی جیسے معنیٰ بیان کیے ہیں (ترجمہ ختم)

علامہ صاوی مالکی رحمہ اللہ کا حوالہ:

(۳۱)......علامہ صاوی مالکی رحمہ اللہ (المتوفیٰ ۱۲۴۱ھ) تحریر فرماتے ہیں:

''وَاَمَّا الْمَرْأَةُ فَتَكُوْنُ مُنْضَمَّةً فِيْ جَمِيْعِ اَحْوَالِهَا'' (بلغة السالک لاقرب المسالک المعروف بحاشية الصاوی علی الشرح الصغير جلد ا مندوبات الصلاة)

ترجمہ: اور رہی عورت تو وہ نماز کی تمام حالتوں میں ملی اور سُکڑی ہوئی رہے گی (ترجمہ ختم)

محمد بن یوسف عبدری مالکی رحمہ اللہ کا حوالہ:

(۳۲)......محمد بن یوسف عبدری مالکی رحمہ اللہ (المتوفیٰ ۸۹۷ھ) تحریر فرماتے ہیں:

''وَاَمَّا الْمَرْأَةُ فَتَكُوْنُ مُنْضَمَّةً مُنْزَوِيَةً فِيْ سُجُوْدِهَا وَجُلُوْسِهَا وَاَمْرِهَا كُلِّهٖ'' (التاج والاکلیل لمختصر خلیل، جلد ۲، فصل فی فرائض الصلاة)

ترجمہ: اور عورت سجدے، جلسے، اور پوری نماز میں مِلی اور سِمٹی ہوئی رہے گی (ترجمہ ختم)

علامہ احمد بن غنیم مالکی رحمہ اللہ کا حوالہ:

(۳۳)......علامہ احمد بن غنیم مالکی رحمہ اللہ (المتوفیٰ ۱۱۲۵ھ) فرماتے ہیں:

غَيْرَ اَنَّهَا تَنْضَمُّ وَلَا تَفْرُجُ فَخِذَيْهَا وَلَا عَضُدَيْهَا وَتَكُوْنُ مُنْضَمَّةً مُنْزَوِيَةً فِيْ جُلُوْسِهَا وَسُجُوْدِهَا وَاَمْرِهَا كُلِّهٖ، يَدْخُلُ فِيْهِ الرُّكُوْعُ فَلَا تَجْنَحُ كَالرَّجُلِ ....وَاَمْرِهَا كُلِّهٖ يَقْتَضِيْ اَنَّهَا تَجْلِسُ عَلٰى وَرِكِهَا الْاَيْسَرِ وَفَخِذِهِ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى تَضُمُّ بَعْضَهَا لِبَعْضٍ عَلٰى قَدْرِ الطَّاقَةِ بِخِلَافِ الرَّجُلِ وَهُوَ رِوَايَةُ ابْنِ زِيَادٍ عَنْ مَالِكٍ (الفواکہ الدوانی مع متنہ، ملخصاً ج ا، باب صفة العمل فی الصلوات المفروضة)

ترجمہ: البتہ عورت اپنے اعضاء ملائے گی اور اپنی رانوں کو اور اپنے پہلوؤں کو جُدا نہیں رکھے گی بلکہ اپنے اعضاء کو ملا کر اور اپنے آپ کو سمیٹ کر رکھے گی قعدے کی حالت

میں بھی اور سجدے کی حالت میں بھی اور نماز کی سب حالتوں میں، اور رکوع بھی اس میں داخل ہے، کہ وہ رکوع میں مرد کی طرح نہیں جھکے گی............اور عورت کو سب حالتوں میں اپنے اعضاء کو ملا کر اور سمیٹ کر رکھنے کے الفاظ اس کا تقاضا کرتے ہیں کہ عورت اپنی بائیں سُرین پر بیٹھے گی اور اپنی دائیں ران بائیں ران پر رکھے گی اور دونوں رانوں کو حسبِ قدرت باہم ملا کر رکھے گی، مگر مرد کے لئے یہ حکم نہیں ہے، حضرت ابنِ زیاد نے حضرت امام مالک سے اسی طرح روایت کیا ہے (ترجمہ ختم)

فائدہ: مذکورہ بالا محدثین اور چاروں فقہائے کرام کے ارشادات سے مردوعورت کی نماز میں فرق بحمدِ اللّٰہِ تعالیٰ اچھی طرح واضح ہو گیا۔

علمائے اہلِ حدیث سے مردوعورت کی نماز میں فرق کا ثبوت

اب ہم اہلِ حدیث مسلک کے چند بڑے علماء کے حوالوں سے بھی مردوعورت کی نماز میں فرق بیان کرتے ہیں۔

علّامہ وحیدُ الزمان صاحب حیدر آبادی کا حوالہ:

(۱)......مشہور اہلِ حدیث عالم اور سرخیل علمائے اہلِ حدیث علامہ وحیدالزمان صاحب حیدر آبادی اپنی کتاب لغاتُ الحدیث میں لکھتے ہیں:

”اِذَاصَلَّتِ الْمَرْأَةُ فَلْتَحْتَفِزْ اِذَاجَلَسَتْ وَاِذَاسَجَدَتْ وَلاَ تُخَوِّیْ كَمَا یُخَوِّی الرَّجُلُ“

عورت جب نماز پڑھے تو جلسہ اور سجدہ میں سمٹ کر رہے اور مرد کی طرح نہ پھیلائے (یعنی جیسے مرد سجدے میں اپنا پیٹ رانوں سے علیٰحدہ رکھتا ہے اور بازو پہلو سے جدا رکھتا ہے) (لغاتُ الحدیث جلد اوّل، کتاب ”ح“ صفحہ ۹۸؛ مطبوعہ: میر محمد کتب خانہ، کراچی)

علامہ وحیدالزمان صاحب حیدر آبادی کا ایک اور حوالہ:

(۲)......علامہ وحیدالزمان صاحب حیدر آبادی ہی اپنی کتاب ”نُزُلُ الْاَبْرَارِمِنْ فِقْهِ النَّبِیِّ

اَلْمُخْتَارِ'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''اِلَّااَنَّ الْمَرْأَةَ تَرْفَعُ يَدَيْهَاعِنْدَالتَّحْرِيْمِ اِلٰی ثَدْيَيْهَاوَلاَ تُخَوِّیْ فِی السُّجُوْدِ كَـالـرَّجُـلِ بَلْ تَنْخَفِضُ وَتَلْصِقُ وَتَضُمُّ بَطْنَهَابِفَخِذَيْهَا '' (نزل الابرار من فقه النبى المختار جلد ۱ صفحه۸۵)

ترجمہ: مگر اتنی بات ہے کہ عورت تکبیرِ تحریمہ کے وقت اپنے ہاتھوں کو اپنی چھاتی تک اُٹھائے گی اور سجدے میں مرد کی طرح پیٹ کو زمین سے اونچا نہیں رکھے گی بلکہ پست رہے گی اور اپنے پیٹ کو دونوں رانوں سے چپکا لے گی (ترجمہ ختم)

فتاویٰ غزنویہ وفتاویٰ علمائے اہلحدیث کا حوالہ:

(۳)...... اور اہلِ حدیث ہی کے دوسرے مشہور عالم عبدالجبار بن عبداللہ غزنوی صاحب اپنے فتاویٰ میں مرد اور عورت کی نماز میں فرق والی حدیث نقل کر کے لکھتے ہیں:

''اور اسی پر تعامل اہلِ سنت و مذاہبِ اربعہ وغیرہ چلا آیا ہے'' (فتاویٰ غزنویہ صفحہ ۲۷، ۲۸، فتاویٰ علمائے اہلحدیث صفحہ ۱۴۹ جلد ۳)

فتاویٰ غزنویہ وفتاویٰ علمائے اہلحدیث کا ایک اور حوالہ:

(۴)...... مزید لکھتے ہیں:

''غرض یہ کہ عورتوں کا انضمام (اکٹھی ہوکر) اور انخفاض (سمٹ کر اور چمٹ کر) احادیث و تعامل جمہور اہلِ علم از مذاہبِ اربعہ وغیرہم سے ثابت ہے اور اس کا منکر کتبِ حدیث اور تعامل اہلِ علم سے بے خبر ہے۔'' واللہ اعلم۔ حررہٗ عبدالجبار عفی عنہ

(فتاویٰ غزنویہ صفحہ ۲۷، ۲۸، فتاویٰ علمائے اہلحدیث صفحہ ۱۴۹ جلد ۳)

موجودہ دور کے بعض غیر مقلدین حضرات کا مرد اور عورت کی نماز میں فرق کا قائل نہ ہونا خود اُن کے (اپنے دعوے کے خلاف ہونے کے ساتھ ساتھ جیسا کہ شروع میں گزرا) اپنے علماء کی مذکورہ تحقیق کے بھی خلاف ہوا، جس کی رُو سے مرد اور عورت کی نماز میں فرق کا قائل نہ ہونا کتبِ حدیث سے بے خبر ہونے اور اہلِ سنت کے تعامل سے ہٹا ہوا ہونے کی علامت ہے۔

حدیث ’’صَلُّوْا کَمَا رَأَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ ‘‘ کا صحیح مطلب

مردوعورت کی نماز میں فرق نہ ہونے کا دعویٰ کرنے والے حضرات کی طرف سے مرداورعورت کی نماز میں فرق نہ ہونے کے متعلق بخاری شریف کے حوالے سے جو یہ حدیث پیش کرکے اپنے مدعا کو ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

’’صَلُّوْا کَمَا رَأَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ ‘‘

کہ ’’تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو‘‘

اس سے مرد اور عورت کی نماز میں فرق نہ ہونے کی دلیل پکڑنا درست نہیں۔

کیونکہ اولاً تو آپ ﷺ نے یہ خطاب حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کو اُس وقت فرمایا تھا جب وہ آپ ﷺ کی خدمت وصحبت سے مستفید ہوکر واپس تشریف لے جارہے تھے، لہٰذا اُس وقت آپ ﷺ کے مخاطب مرد حضرات تھے، خواتین نہیں تھیں۔

دوسرے اگر اس خطاب کو پوری امت کے لیے قرار دیا جائے تو حضور ﷺ کے اس ارشاد کا صحیح مطلب یہ ہے کہ نماز سے متعلق جو بات نبی علیہ السلام سے امت کے جن افراد کے حق میں جس طرح سے ثابت ہو، اس کے مطابق وہ افراد عمل کریں نہ یہ کہ مریض اور خواتین سب آپ ﷺ کی طرح نماز پڑھیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس حدیث کے موجود ہوتے ہوئے بھی محدثین اور اہلِ علم نے مردوں اور عورتوں کی نماز میں فرق کو گوارا کیا ہے، کیونکہ ان کے نزدیک اس خطاب میں عورتیں شامل نہیں ہیں۔ ورنہ تو بہت سے احکامات میں تو پوری امت کے نزدیک مرد اور عورت کی نماز میں فرق ہے (جن کا ذکر ہم پہلے کرچکے ہیں) اور مریض بہت سے احکام کے مکلّف نہیں، تو کیا جو جو احکامات مَردوں اور صحت مندوں کے لیے ثابت ہیں وہ سارے احکامات اس حدیث کو بنیاد بنا کر عورتوں اور مریضوں کے لیے ثابت کیے جاسکتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ نہیں۔

چنانچہ اگر حضور ﷺ عمامہ پہن کر اور کپڑا ٹخنوں سے اوپر رکھ کر نماز پڑھتے تھے اور عموماً آپ ﷺ صحابۂ کرام کی امامت کرایا کرتے تھے تو کیا خواتین بھی اسی طرح نماز پڑھیں اور اُن کے لیے بھی

اپنے ٹخنوں سے اوپر کپڑا کرنا ضروری ہو اور عمامہ وٹوپی پہننا مسنون، نیز مردوں کی امامت کرانا بھی جائز بلکہ سنت ہو؟ جس کے مردوعورت کی نماز میں فرق کا انکار کرنے والے بھی قائل نہیں۔[1]

بات دراصل یہ ہے کہ حضور ﷺ کی طرف سے اکثر وبیشتر خطاب عام ہی ہوتا ہے، اور عورتیں بہت سی جگہ اس خطاب میں شامل نہیں ہوتیں اور عورتوں کے لئے استثنائی احکام الگ سے ہوا کرتے ہیں، حج اور شریعت کے دوسرے احکام میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ پھر اس حدیث میں یہ صاف موجود ہے کہ حضور ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے جس طرح دیکھو اسی طرح تم نماز پڑھو۔ اور ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کو امت کے مردوعورت سارے افراد کا نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا ممکن نہیں؛ حضور ﷺ کو براہِ راست نماز پڑھتے ہوئے دیکھنے والے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تھے، لہٰذا انہوں نے جس طرح سے مردوعورت کی نماز کو نقل کیا اسی کا اعتبار ہوگا؛ چنانچہ علامہ محمد بن احمد علیش رحمہ اللہ اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ ،فَلَمْ يَأْمُرْهُمْ اِلَّا بِفِعْلِ مَارَأَوْا وَاَهْلُ الْعِلْمِ نَائِبُوْنَ عَنْهُ ﷺ فَهُمْ مِثْلُهُ فِيْ الْاِقْتِدَاءِ فَكَأَنَّهُ قَالَ كَمَارَأَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ اَوْرَأَيْتُمْ نُوَّابِيْ يُصَلُّوْنَ (منح الجليل شرح مختصر خليل جلد ۱ ،فصل فی بيان حكم فعل الصلاة فی جماعة)

ترجمہ: حدیث ''صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ'' (تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو) میں ''حضور ﷺ نے لوگوں کو دیکھے جانے والے

---

[1] چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث کے ضمن میں لکھا ہے کہ:

صلوا كما رأيتمونی اصلی قال وهذا اذا اخذ مفردا عن ذكر سببه و سياقه اشعر بانه خطاب للامة بان يصلوا كما كان يصلی فيقوی الاستدلال به علی كل فعل ثبت انه فعله فی الصلاة لكن هذا الخطاب انما وقع لمالك بن الحويرث واصحابه بان يوقعوا الصلاة علی الوجه الذی رأوه صلی الله عليه وسلم نعم يشاركهم فی الحكم جميع الامة بشرط ان يثبت استمراره صلی الله عليه وسلم علی فعل ذلك الشئی المستدل به دائماً حتی يدخل تحت الامر ويكون واجباً وبعض ذلك مقطوع باستمراره عليه واما مالم يدل دليل علی وجوده فی تلك الصلوات التی تعلق الامر بايقاع الصلوة علی صفتها فلا نحكم بتناول الامر له (فتح الباری جلد ۱۳ صفحه ۲۹۴، كتاب اخبار الآحاد،باب نمبر ۱)

هذاالخطاب وقع لمالك ابن الحويرث واصحابه فلايتم الاستدلال الافيماثبت من فعله حال هذاالامر اما مالم يثبت فلا (التلخيص الحبير للعلامة العسقلانی جلد ۱ ،باب صفة الصلاة)

فعل کا حکم دیا اور صحابہ و دیگر اہلِ علم حضور ﷺ کے نائب ہیں تو آپ ﷺ کے نائب اس اتباع واقتداء کیے جانے کے سلسلے میں نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی طرح ہوئے تو گویا کہ نبی علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ تم اس طرح نماز پڑھو، جس طرح سے تم مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھ رہے ہو، یا (اگر تم مجھے نہیں دیکھ رہے بلکہ) تم میرے نائبین (صحابہ وتابعین الیٰ آخرہٖ) کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ رہے ہو (ترجمہ ختم)

علامہ ابنِ بطال رحمہ اللہ نے بخاری کی شرح میں فرمایا ہے:

اَلْاَحَادِیْثُ الْوَارِدَۃُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ یَحْتَاجُ فِیْھَااِلٰی مَعْرِفَۃِ تَلَقِّی الصَّحَابَۃِ لَھَاکَیْفَ تَلَقَّوْھَامِنْ صَاحِبِ الشَّرِیْعَۃِ صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَامُہٗ، فَاِنَّھُمْ اَعْرَفُ بِالْمَقَالِ وَاَفْقَہُ بِالْحَالِ (المدخل لابن الحاج جلد ۱ صفحہ ۹۰ و ۹۱، فصل فی العالم و کیفیۃ نیتہ ملخصا)

ترجمہ: نبی ﷺ سے منقول احادیث کے بارے میں یہ بات جان لینا ضروری ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ سے ان کا کیا مطلب سمجھا اور مراد لیا ہے کیونکہ صحابۂ کرام حضور ﷺ کے قول کو سب سے زیادہ پہچاننے والے اور حضور ﷺ کی حالت کو سب سے زیادہ سمجھنے والے تھے (ترجمہ ختم)

اگر بخاری شریف کی مذکورہ حدیث کا مطلب وہی ہوتا جو مردوعورت کی نماز میں فرق کے منکرین بیان کرتے ہیں تو پھر صحابۂ کرام مردوعورت کی نماز میں فرق کے کیونکر قائل ہوتے۔

اور حضور ﷺ کے اول نائبین صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور اس کے بعد تابعین ہیں، جن کے حوالوں سے مردوعورت کی نماز میں فرق کی تفصیل ہم نے پیچھے ذکر کر دی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث تو موجودہ دور کے غیر مقلدین کے مذکورہ گروہ کے برعکس، مردوعورت کی نماز کے طریقہ میں فرق کے قائل اہلُ السنۃ والجماعۃ کی دلیل بنتی ہے۔

کیا صرف صحاحِ ستہ کی احادیث ہی قابلِ اعتبار ہیں؟

بعض لوگ اس موقعہ پر یہ شبہ کرتے ہیں کہ احادیث کی جو مشہور کتابیں ہیں اور وہ صحاحِ ستہ کہلاتی ہیں، مردوعورت کی نماز میں فرق والی احادیث وروایات اور صحابۂ کرام وتابعین کے آثار ان کتابوں میں کیوں درج نہیں ہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اوّلاً تو کسی حدیث کے قابلِ عمل اور معتبر ہونے کے لیے صحاحِ ستہ میں ہونا ضروری نہیں بلکہ صحیح اور معتبر حدیث جس کتاب میں بھی ہو، وہ معتبر ہے یہی وجہ ہے کہ بہت سی ایسی چیزیں غیر مقلدین کے نزدیک بھی مسلَّم ہیں جو صحاحِ ستہ کے علاوہ دوسری حدیث کی کتابوں میں ہی درج ہیں، اوران کے حوالہ جات غیر مقلدین حضرات کی کتابوں میں بھی موجود ہیں۔

دوسرے جن احادیث کو امت قولی یا فعلی طور پر قبول کرلے تو وہ احادیث محدثین کے نزدیک ''تَلَقِّی بِـالْـقُبُوْلِ '' کی وجہ سے، صحاحِ ستہ کی احادیث سے کم درجہ کی نہیں رہتیں، اور صحیح قرار دی جاتی ہیں اگرچہ ان کی سند بھی صحیح نہ ہو، بلکہ بعض اوقات معناً متواتر کا درجہ حاصل کرلیتی ہیں چہ جائیکہ جن احادیث کی سند بھی پہلے سے صحیح ہو۔ یہ لوگ اپنے محدود علم کی وجہ سے صحاحِ ستہ کے علاوہ دوسری احادیث وروایات پر بلاوجہ اعتراض کرتے ہیں، ورنہ جن صحابۂ کرام وتابعین سے مرداورعورت کی نماز میں فرق ظاہر ہورہاہے وہ صحاحِ ستہ کے لکھے جانے سے پہلے کے ہیں؛ اوراسی طرح ان میں سے کئی احادیث کی کتب بھی پہلے کی اور صحاحِ ستہ کے مصنفین کے بالواسطہ یابلاواسطہ استادوں کی ہیں؛ مثلاً ابنِ ابی شیبہ اورعبدالرزاق جن سے خود صحاحِ ستہ کے مصنفین بھی روایت کرتے ہیں اور مصنَّف عبدالرزاق کے بارے میں امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ ارشاد پہلے گزر چکا ہے کہ اس کی تمام حدیثیں صحیح ہیں۔اسی کے ساتھ مردوعورت کی نماز میں فرق والی احادیث وروایات کو تلقی بالقبول کا درجہ بھی حاصل ہے، جس کے تفصیلی حوالہ جات پیچھے آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

اس لئے مردوعورت کی نماز میں فرق والی احادیث وروایات بلاشبہ صحیح اور معتبر ہیں اوران کا انکار کسی طرح بھی درست نہیں۔

اہلِ علم حضرات کے لیے چند حوالے ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں:

قَدْیَحْکُمُ لِلْحَدِیْثِ بِالصِّحَّةِ اِذَاتَلَقَّاهُ النَّاسُ بِالْقُبُوْلِ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّهٗ اَسْنَادٌصَحِیْحٌ (قواعدفی علوم الحدیث ،مقدمہ اعلاء السنن صفحہ ٦٠)

وَالْقُبُوْلُ یَکُوْنُ تَارَةً بِالْقَوْلِ وَتَارَةً بِالْعَمَلِ عَلَیْهِ (ایضاًصفحہ ٦١)

بَلِ الْحَدِیْثُ اِذَاتَلَقَّتْهُ الْاُمَّةُ بِالْقُبُوْلِ فَهُوَعِنْدَنَافِیْ مَعْنَی الْمُتَوَاتِرِ (ایضاًصفحہ ٦٢)

ثُمَّ مِمَّایَنْبَغِیْ التَّنْبِیْهُ لَهٗ اَنَّ اَصَحِّیَتَهُمَاعَلٰی مَاسِوَاهُمَاتَنَزُّلاًاِنَّمَاتَکُوْنُ بِالنَّظْرِاِلٰی مَنْ بَعْدَهُمَالَا الْمُجْتَهِدِیْنَ الْمُتَقَدِّمِیْنَ عَلَیْهِمَا(حاشیہ قواعدفی علوم الحدیث صفحہ٦٥)

وَکَانَ الْاَئِمَّةُ الْمُجْتَهِدُوْنَ قَبْلَهُمْ (اَیْ قَبْلَ الشَّیْخَیْنِ وَاَصْحَابِ السُّنَنِ) اَوْفَرَمَادَّةً وَاَکْثَرَحَدِیْثاًبَیْنَ اَیْدِیْهِمُ الْمَرْفُوْعَ وَالْمَوْقُوْفَ وَالْمُرْسَلَ وَفَتَاوٰی الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِیْنَ الخ(ایضاً)

مردوعورت کی نماز میں کوئی فرق نہ ہونے کا دعویٰ بلا دلیل ہے

جہاں تک غیر مقلدین حضرات کے سوال میں مذکورہ گروہ کے دعویٰ کا تعلق ہے کہ مرداورعورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں؛ اولاً تو ان کا یہ دعویٰ ہی اپنے مدعا کے خلاف ہے جیسا کہ معلوم ہو چکا، دوسرے اس سلسلہ میں نہ تو ان کے پاس کوئی قرآنی آیت ہے اور نہ کوئی حدیث ہے، اور نہ ہی کسی خلیفۂ راشد کا فتویٰ ہے؛ کہ جس میں یہ بات موجود ہو کہ مرد اورعورت کی نماز کا طریقہ ایک جیسا ہے اور دونوں کی نماز میں کوئی فرق نہیں، اوران کی طرف سے مرداورعورت کی نماز میں کوئی فرق نہ ہونے کے متعلق جو باتیں پیش کی جاتی ہیں، ان سے اُن کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا، بلکہ وہ باتیں خود ان کے دعوے کے خلاف لوٹتی ہیں، لہٰذا غیر مقلدین کے اس گروہ کا مذکورہ دعویٰ بلا دلیل بلکہ خلافِ دلیل ہے اور وہ بعض دوسرے مسائل کی طرح اپنے اس مؤقف میں امت سے منحرف اور کٹے ہوئے اور اپنے دعوے میں تذبذب کا شکار ہیں اسی کے ساتھ وہ اپنے بعض بڑے علماء کے موقف کے بھی خلاف ہیں، ان سب باتوں کے باوجود بھی اُن کی طرف سے مردوعورت کی نماز میں فرق کے قائل حضرات پر مختلف قسم کے الزامات عائد کرنا اور انہیں قرآن وحدیث کی مخالفت اور دین میں مداخلت کرنے والا قرار دینا سراسر بہتان اور سنگین جُرم بلکہ ایک طرح سے خود دین میں مداخلت

ہے؛ کیونکہ اس قسم کے الزامات کی نسبت درحقیقت حضور ﷺ ، آپ ﷺ کے شاگرد صحابۂ کرام اور صحابۂ کرام کے شاگرد تابعین اور محدثینِ عظام کی طرف لوٹتی ہے۔ لہٰذا جولوگ مرد اور عورت کی نماز میں فرق کا انکار کرتے ہوئے اس طرح کی باتیں کرتے ہیں انہیں اپنے ایمان اور آخرت کی فکر کرنی چاہیئے۔

خلاصۂ کلام

مذکورہ بالا احادیثِ طیبہ وروایاتِ مبارکہ، آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین اور محدثین رحمہم اللہ اور چاروں اہلِ حق ائمہ ومجتہدین وحضراتِ فقہائے کرام کی عبارات سے جوعورتوں کی نماز کا مسنون ومستحب طریقہ ثابت ہوا وہ مردوں کی نماز کے طریقہ سے کئی چیزوں میں جدا ہے۔ عورتوں کی نماز کے طریقہ میں زیادہ سے زیادہ پردہ رکھنے اور جسم سمیٹ کر ایک دوسرے سے ملانے کا حکم ہے اور یہ طریقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے سے آج تک اس امت میں متفق علیہ اور عملاً برابر چلا آ رہا ہے۔ نیز خود اہلِ حدیث حضرات کے بعض اکابر اس مسئلہ میں مذکورہ بالا احادیث وروایات کے مطابق فتویٰ دیتے رہے ہیں۔

قارئینِ کرام ! ہم نے مرد اور عورت کی نماز میں فرق سے متعلق احادیث وروایات اور صحابۂ وتابعین سمیت محدثین وفقہائے امت اور سوادِ اعظم اہلُ السنۃ والجماعۃ کی تصریحات باحوالہ ذکر کردی ہیں، اب یہ منصف قارئین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس سلسلہ میں حق وسچ بات کو اختیار کریں اور اپنے لئے دنیا وآخرت کی سلامتی وعافیت کا راستہ متعین فرمائیں۔

اَللّٰھُمَّ اَرِنَاالْحَقَّ حَقًّاوَارْزُقْنَااِتِّبَاعَہٗ وَاَرِنَاالْبَاطِلَ بَاطِلاً وَّارْزُقْنَااِجْتِنَابَہٗ

فقط واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

محمد رضوان ۲۶/ ذی الحجہ/ ۱۴۲۷ھ 17 / جنوری/ 2007 ادارہ غفران راولپنڈی

اضافہ واصلاح بموقع طباعتِ اوّل: ۲۳/محرم الحرام/ ۱۴۲۸ھ۔ 12 / فروری 2007ء بروز پیر

اضافہ واصلاح بموقع طباعتِ دوم: ۱۲/ ربیع الاول/ ۱۴۲۹ھ۔ 21 / مارچ 2008ء بروز جمعہ

اضافہ بموقع طباعتِ سوم: ۱۲/ شعبان/ ۱۴۳۱ھ۔ 25 / جولائی 2010ء بروز اتوار

خواتین کے نماز پڑھنے کا مکمل ومختصر طریقہ

آخر میں مختصر انداز میں خواتین کے نماز پڑھنے کا مکمل طریقہ بیان کیا جاتا ہے۔

باوضو، پاک جگہ پر قبلہ کی طرف رُخ کر کے کھڑی ہو جائیں، دونوں پیروں کے درمیان چار اُنگل کا فاصلہ ہو اور اگر خواتین دونوں پاؤں ملالیں تو بھی حرج نہیں۔ [1]

اور جو بھی نماز پڑھنی ہو اس نماز کی دل میں نیت کر کے تکبیرِ تحریمہ یعنی " **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** "کہیں۔

اور " **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** "کہتے وقت اپنے دونوں ہاتھ کاندھوں تک اُٹھائیں لیکن ہاتھوں کو دوپٹے/ چادر وغیرہ سے باہر نہ نکالیں اور سینے پر ہاتھ اس طرح باندھیں کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پُشت پر رکھ دیں؛ حلقہ بنا کر کلائی کو نہ پکڑیں اور یہ ثناء پڑھیں:

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلاَ اِلٰہَ غَیْرُکَ

اور ثناء کے بعد "**اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ** "پڑھیں۔

اور اس کے بعد "**بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ** "پڑھیں۔

اور اس کے بعد پوری سورۂ فاتحہ پڑھ کر آمین کہیں۔

اور پھر "**بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ** "پڑھ کر کوئی سورت یا کہیں سے بھی قرآن مجید کی کچھ آیتیں پڑھیں۔

اور پھر "**اَللّٰہُ اَکْبَرُ**"کہتی ہوئی رکوع میں جائیں۔

---

[1] لم یذکر عامة الفقھاء الفرق بین الرجل والمرأة فی ھذہ الحالة فھٰذا یقتضی ان فی ھذہ الحالة لیست الفرق بین الرجل والمرأة فلھٰذا قال حکیم الامت التھانوی رحمہ اللہ ان "فی حالة القیام ما نظرتُ ضم الرجلین للرجل والمرأة فی الفقہ" "راجع امداد الفتاویٰ الجزء الاول صفحہ ١٤٩" وایضاً افتیٰ العلامة ظفر احمد عثمانی ان لیس تستثنی المرأة فی ھذہ الحالة فلھٰذا تؤمر المرأة ان تکون بین الرجلین مقدار اربع اصابع الید" راجع امداد الاحکام الجزء الاول صفحہ ٤٦٦" ولکن قد ذکر بعض العلماء ضم الرجلین للمرءة فی القیام والرکوع والسجود، لان حالة ضم الرجلین استر فی حق المرأة والضم فی جمیع احوالھا مطلوب من المرأة "راجع عمدة الفقہ الجزء الثانی کتاب الصلاة صفحہ ١١٤"

اور رکوع میں اتنی جھکیں کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں؛ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں ملا کر دونوں گھٹنوں پر رکھ دیں؛ گھٹنوں کو تھوڑا سا آگے کو خم دے کر رکھیں، اور دونوں بازو اپنے پہلوؤں سے خوب ملا کر رکھیں اور دونوں پیروں کے ٹخنے بھی بالکل ملا دیں۔

اور رکوع میں تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ ''**سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم**'' پڑھیں۔

پھر ''**سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ**'' کہتی ہوئی رکوع سے سر اُٹھائیں اور سیدھی کھڑی ہو جائیں۔

اور کھڑے ہی کھڑے ''**رَبَّنَالَکَ الْحَمْدُ**'' کہیں۔

پھر ''**اَللّٰہُ اَکْبَرُ**'' کہتی ہوئی سجدے میں جائیں۔

سجدے میں جاتے ہوئے زمین پر پہلے گھٹنے رکھیں پھر ہاتھ رکھیں اور ہاتھوں کی انگلیاں خوب ملا لیں پھر دونوں ہاتھوں کے درمیان میں پہلے ناک اور پھر ماتھا رکھیں اور ہاتھوں کی اُنگلیاں قبلے کی طرف سیدھی رکھیں اور پاؤں کی انگلیوں کو موڑ کر ممکنہ حد تک اُن کا رُخ بھی قبلے کی طرف رکھیں، مگر اپنے پاؤں (مَردوں کی طرح) کھڑے نہ رکھیں بلکہ داہنی طرف کو نکال دیں اور خوب سمٹ کر اور دَب کر سجدہ کریں؛ پیٹ دونوں رانوں سے اور بازو دونوں پہلوؤں سے ملا دیں؛ اور ہاتھ کہنیوں سمیت زمین پر رکھ دیں۔

اور سجدے میں تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ ''**سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی**'' پڑھیں۔

پھر ''**اَللّٰہُ اَکْبَرُ**'' کہتی ہوئی اُٹھیں اور دونوں پاؤں دائیں طرف نکلے ہوئے ہونے کی حالت میں بائیں سُرین پر اچھی طرح بیٹھ جائیں۔

پھر دوسری مرتبہ ''**اَللّٰہُ اَکْبَرُ**'' کہہ کر دوسرے سجدے میں جائیں اور پہلے سجدے کی طرح سب کام کریں؛ دوسرے سجدے سے ''**اَللّٰہُ اَکْبَرُ**'' کہتی ہوئی کھڑی ہو جائیں۔

اور بہتر یہ ہے کہ زمین پر ہاتھ ٹیک کر نہ اُٹھیں بلکہ اپنے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اُٹھیں، اور دوسری رکعت شروع کریں۔

پہلے ''**بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ**'' پڑھیں اور اس کے بعد پوری سورۂ فاتحہ پڑھ کر آمین کہیں اور پھر ''**بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ**'' پڑھ کر کوئی سورت پڑھیں۔

اور پھر ''**اَللّٰہُ اَکْبَرُ**'' کہہ کر رکوع میں جائیں اور دوسرے سجدے تک وہ تمام کام کریں جو پہلی رکعت میں کیے تھے۔

جب دوسری رکعت کے دوسرے سجدے سے فارغ ہوں تو اپنے دونوں پاؤں داہنی طرف نکال دیں اور پچھلے دھڑ کا بایاں حصہ زمین کے ساتھ ملا کر بیٹھ جائیں اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لیں اور ہاتھوں کی انگلیاں خوب ملا کر قبلہ کی طرف رُخ سیدھا کر کے رکھیں اور یہ ''**تَشَھُّد**'' پڑھیں:

''اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلاَمُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ،اَلسَّلاَمُ عَلَیْنَاوَعَلیٰ عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ ،اَشْھَدُاَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّااللّٰہُ وَاَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّدًاعَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ''

اور جب ''**لَا اِلٰـہَ**'' پر پہنچیں تو داہنے ہاتھ کی درمیان والی بڑی اُنگلی اور انگوٹھے کے سِروں کو ملا کر گول حلقہ بنائیں؛ کنارہ والی چھوٹی انگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی کو بند کر لیں اور انگوٹھے کے ساتھ والی یعنی شہادت کی اُنگلی کو اوپر اُٹھا کر قبلہ کی طرف اشارہ کریں اور ''**اِلَّا اللّٰہُ**'' کہتے وقت اُس انگلی کو جھکا دیں اور قعدہ میں آخر تک اسی طرح رہنے دیں۔ [1]

اگر دو رکعت پڑھنی ہوں تو تشہد کے بعد ''درود شریف اور دُعائیں'' (جن کا ذکر آگے آتا ہے) پڑھ کر سلام پھیر دیں۔

اور اگر تین یا چار رکعت پڑھنا ہوں تو تشہد کے بعد اور کچھ نہ پڑھیں بلکہ فوراً ''**اَللّٰہُ اَکْبَرُ**'' کہتی ہوئی اُٹھ کھڑی ہوں اور ایک یا دو رکعتیں (جتنی پڑھنا منظور ہوں) اُسی طرح پڑھ لیں جس طرح پہلی دو رکعتیں پڑھی تھیں۔

البتہ فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورت نہ ملائیں۔

جب تیسری یا چوتھی رکعت پر قعدۂ اخیرہ میں بیٹھیں تو دوسری رکعت والا تشہد پڑھ کر یہ درود شریف پڑھیں:

---

[1] ویورد علیٰ ھٰذا ان رفع السبابۃ خلاف الستر و اجیب ان ھٰذا الایراد ضعیف (امدادالفتاویٰ الجزء الاول صفحہ ۱۴۲)

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ"

پھر یہ دعا پڑھیں:

"رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار"

یا اور کوئی دُعا جو قرآن یا حدیث میں آئی ہو، پڑھیں؛ پھر نماز ختم اور مکمل کرنے کی نیت سے اپنے دائیں طرف اس طرح سلام پھیریں "**اَلسَّلاَمُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ** " پھر یہی الفاظ کہہ کر بائیں طرف سلام پھیریں اور دونوں طرف سلام پھیرتے وقت فرشتوں پر سلام کرنے کی نیت کریں۔

اوراس کے بعد دُعا کریں؛ دُعا کے لیے دونوں ہاتھ اتنے اُٹھائیں کہ وہ سینے کے سامنے آجائیں اور دونوں ہاتھوں کے درمیان معمولی سا فاصلہ ہو-فرض نماز کے بعد دُعا کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے -اور جن نمازوں کے بعد جو سنتیں ہیں اُن کو ادا کریں۔

نماز میں بعض چیزیں فرض ہیں، بعض واجب ہیں اور بعض چیزیں سنت ہیں اور بعض مستحب ہیں؛ جن کی تفصیل مستند کتابوں میں دیکھی جاسکتی یا مستند علماء سے دریافت کی جاسکتی ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کی "بہشتی زیور" اور مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی صاحب بلندشہری مہاجر مدنی رحمہ اللہ کی "تحفۂ خواتین" نامی کتاب خواتین کے لیے بہت مفید ہے۔

محمد رضوان۔ یکم/صفر المظفر ۱۴۲۸ھ